

جلد حقوق محفوظ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

# بریلویت کاپس منظر

مُتَبَا

حکیم محمد اشرف عفا اللہ تعالیٰ عنہما

تتبع و تہذیب



محیر زبیر بن مؤلف علیہ الرحمہ

شائع کردہ

دار الاشاعت اشرقیہ سندھو بلوکی ضلع لاہور

## جہالت کے نمونے

جہالت کی پہلی مثال کسی غبی سے غبی طالب علم سے اگر دریافت کیا جائے کہ مشکوٰۃ شریف کون سے محدث کی تصنیف ہے؟ تو وہ کھٹ سے کہہ دے گا کہ یہ علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب تبریزی کا وہ شاہکار ہے کہ امت ان کے اس احسان سے سبکدوش ہو ہی نہیں سکتی۔  
خدا کی شان کا نرالا مظهر دیکھتے کہ اپنے اس غیر فانی شاہکار سے رمضان شریف کے آخری جمعہ کے دن شوال (عید) کے چاند کی رویت کے وقت شام میں فراغت پائی۔

مصنف مشکوٰۃ شریف کا یہ مختصر تذکرہ عہد حاضرہ کی مطبوعہ مشکوٰۃ اصح المطابع دہلی نور محمد ۱۲۰۲ شیدیہ ۱۲۰۱ حتیٰ کہ مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور کے ٹائٹل پر بھی مرقوم ہے۔ مگر اچھروی صاحب کی جہالت یا مشرکانہ توہمات پر دوبارہ الہی سے پشکار کا نمونہ کہتے، ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مشکوٰۃ ایسی شہرہ آفاق مقبول نام کتاب کے مصنف کون بزرگ ہیں اور وہ کس ملک و مقام کے باشندے ہیں۔  
چنانچہ پورے دعوے اور یقین سے لکھتے ہیں کہ:-  
”خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ جو کہ متعصب شرافع شمار کئے گئے

ہیں تاریخ بغداد میں فرماتے ہیں (طبع اول ص ۳ طبع ثالث ص ۳۵)

پاور سب سے | کہ خطیب بغدادی کا اسم گرامی تھا فظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت ہے  
ابو آب مصنف مشکوٰۃ سے ڈھائی یا پونے تین سال پیشتر گزرے ہیں چنانچہ  
آپ کی پیدائش ۳۹۲ھ اور وفات ۴۴۲ھ میں ہوئی۔

یہی شمع اسلام روشن کریں گے بڑوں کا یہی نام روشن کریں گے  
بریلوی دوستو | ایما نذاری سے کہتے کہ یہ فخر المناظرین اور رئیس الواعظین  
ہیں یا کہ ابوالجہلا اور اکذب الکاذبین ؟

دوسری مثال | اگرچہ اچھروی کی جہالت شریف کے اظہار کے لئے  
پہلی مثال کافی ہے مگر اس سے بھی واضح نمونہ ملاحظہ فرماتے چلیے۔

کراچی کا مناظرہ جو آٹھ جنوری ۱۹۵۵ء بروز اتوار مابین اہل توحید اور بریلویہ  
عید گاہ چاکیواڑہ ہوا اور بریلویت کو جس میں شکست فاش بھی ہوئی۔

اچھروی صاحب نے اپنی شرمندگی و ذلت کو چھپانے اور پنجابی بریلویوں  
کو جل دینے کی غرض سے ایک طویل اشتہار حاجی بہادر علی گنگ کے نام  
سے شائع کیا ہے۔

اس جھوٹ کے پلندہ اشتہار کی نیچے کی سطور میں جلی عنوان سے  
لکھا ہے :-

”دَاوَا سَے فرقہ دہابیہ مولوی محمد عمر صاحب کے اس حوالہ کو کہ  
”ڈاڑھی والا اگر کسی عورت کا دودھ پی لے تو جائز ہے۔“ التجویز النظر  
دہابی کتاب سے نہ دکھا سکیں تو ہم دس ہزار روپیہ نقد انعام  
کی پیشکش کرتے ہیں۔“

جس طرح منظور ہے | ہم واضح الفاظ میں اچھروی صاحب بہادر علی گنگ

کی پیشکش اور چلیخ کو قبول کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ آپ اپنی دستس ہزار روپیہ کی رقم مسئلہ امین کے پاس جمع کرواتے ہوئے تاریخ مقررہ سے الماراع دیجئے تاکہ یہ رقم وصول کر کے ہم آپ کی جہالت شریف کو اہل زمانہ پر ثابت کر دکھائیں کہ "التجوز بالنظر" کتاب سے آپ کی پیش کردہ عبارت تو کیا نکلے گی۔ اس نام کی کوئی کتاب ہی تختہ دنیا پر موجود نہیں۔ یہ صرف اچھرومی صاحب کی جہالت کا کرشمہ ہے کہ وہ تجوز بالنظر کے لفظ کو کتاب کا نام سمجھے ہوئے ہیں۔

**حقیقت ملاحظہ فرمائیے** | اپنے زمانہ کے مجتہد و امام علامہ نواب صدیق حسن خاں صاحب نور اللہ مرقدہ روضۃ اللہ یہ شرح وروالبہیہ میں فرماتے ہیں

"د یجوز د خاع الکبیر ولو کان ذالحمیة لتجوز بالنظر لحدیث

ذینب ینشاءم سلمة" (روضۃ الذیہ ص ۵۸)

نواب صاحب تو فرما رہے کہ تجوز نظر کے لئے ڈاڑھی والے آدمی کو بھی دو دھڑلایا جاسکتا ہے۔ مگر اچھرومی صاحب کی جہالت کا یہ حال ہے کہ وہ تجوز بالنظر کے لفظ کو کتاب سمجھ رہے ہیں۔ ختم شد بر تو جہالت ہم حماقت لا کلام

چوں شجاعت پر علی ظہر مصطفیٰ پیغمبری

اچھرومی صاحب نے عوام کو بہکانے اور گمراہ کرنے کی غرض سے مقیاس خفیت میں از خود "نوابی" و "محمد عمر" کے نام سے سوال و جواب کا ڈھنگ رچایا ہے۔ اگرچہ ان کا یہ تمام بھروپ جہالت کا نمونہ ہے جسے دیکھ کر بریلومی دوست بھی ان کی جہالت کا ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

**غور سے سنئے** | مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے :-

"اللہم لا تجعل قبری وثنایعبدا اشتدت غضب اللہ

الحجۃ الثالث

عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (بَابُ الْفَصْلِ)

اس حدیث کا ترجمہ اچھروی کے مسلم و محبوب بزرگ قطب الدین صاحب نے ”مظاہر حق“ ترجمہ مشکوٰۃ میں یوں کیا ہے :-

”اے اللہ تعالیٰ، نہ کہ میری قبر کو مانند بت کے بیچ تعظیم کرنے لگوں گے اور بار بار آنے والے کے واسطے زیارت کے لیئے بطور میلے (عرس) کے اور متوجہ ہونے کے طرف اس کی واسطے مسجد وغیرہ کے جیسا کہ سنتے اور دیکھتے ہیں ہم بعض مزارات (بزرگوں) اور مقامات کو یعنی مثل استہان (بت) وغیرہ کے“  
(مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۵۳)

اچھروی صاحب از خود بطور سوال و جواب لکھتے ہیں :-  
وہابی : حدیث شریف میں آتا ہے :- لَا تَجْعَلُوا قُبُورِي وَثَنًا لِّعِبَادِي (میری قبر کو بت نہ بنانا، جس کی عبادت کی جاتی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متواتر جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔ وہی عمل تمہارا ہے۔

محمد حشر : سبحان اللہ۔ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کر لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ضرور حاصل تھا لیکن نہ ہی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے۔ بائیں کے دانت دکھانے کے واسطے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کے کہا جاتا ہے؟ اور بت

کیوں فرمایا؟

ابراہیم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے، یا اَبَتِ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۝

ترجمہ: اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے، جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا کہ ابھی وہ

قوم پیدا بھی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی لیکن آپ نے تیرہ سو

سال پہلے ارشاد فرمادیا کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا یعنی جیسا کہ بت

نہیں سنتا، میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا کیوں میں سنتا ہوں اور بعد

وصال بھی سنتا رہوں گا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا کیونکہ میں

قبر میں بھی بعیر ہوں گا۔

پھر فرمایا بت نہ سمجھنا یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت (بت

پرستوں کی) کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا، ایسا مجھے نہ سمجھنا کیوں کہ میں

رحمۃ للعالمین ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔

(طبع اول ۱۲۲۲، ۱۲۲۱ طبع ثالث ۱۳۵۹م)

بریلوی دوستو | حدیث کے اصل الفاظ اور ان کا ترجمہ و تشریح خود اچھروی صاحب

صاحب کے مسئلہ و محبوب حنفی کی قلم سے آپ کے سامنے ہے اور اچھروی صاحب

کا الفاظ حدیث کو بددیانتی سے اول بدل کر پیش کرنا اور خلاف منشا حدیث ترجمہ

و تشریح وغیرہ بھی آپ ملاحظہ فرمائیے

لہذا انصاف و ایماندار ہی سے کہیے کہ اچھروی سے بڑھ کر بھی کوئی دین و دنیا

آپ کی نظر سے گزرا ہے ؟

شریعت ہوئی ہے نیکو نام ان سے بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے  
اگر اچھروی صاحب کی یہ حرکات ملاحظہ فرمائے گے بعد بھی آپ صاحبان  
صدق دل سے تائب نہ ہوئے تو آپ کا حشر بھی دشمنان دین کے ساتھ ہی ہوگا۔  
۳۔ قریب و مغالطہ مذکورہ بالا سے قطع نظر، قریب و مغالطہ کی بھی ایک  
مثال دیکھتے چلیے۔ اچھروی صاحب شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر اپنی فنکاری  
کرتے ہوئے جلی الفاظ میں لکھتے ہیں :-

فرقہ و ہابیہ و دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی  
طور پر درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور  
پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں  
صلوٰۃ قرینہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے  
لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر  
لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی ؟

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پچھلے سورہ احزاب ص ۵۶)  
ترجمہ : بلے شک اللہ اور اس کے فرشتے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود  
پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو ! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود  
پڑھو۔ اور سلام بھیجو حق سلام بھیجنے کا۔

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکماً فرض کیا ہے..... باقی رہا نماز فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ و سلام کو حتمی طور پر ادا کرنا اور اس بیت کذائے سے آواز بلند پڑھنا، تو اس کا ثبوت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

بخاری شریف ۱۱۴ | عن ابن عباس ان وضع  
مسلم شریف ۲۱۶ | الصوت بالذکر حين ينصرف

الناس من المكتوبة كان على حله النبي صلى الله عليه وسلم وقال ابن عباس كنت اعلم اذا انصرفنا بذلك اذا سمعته

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور فرمایا ابن عباس نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از نماز فریضہ یہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کون سا ذکر مراد ہو سکتا ہے؟ تو لازمی امر یہ ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔ (مقیاس حنفیت طبع اول ۲۱۵، ۲۱۶ طبع ثالث ص ۵۲۱)

لیجے لہجی | اچھروی صاحب نے دعویٰ سے تو کر دیا کہ بعد از نماز باجماعت بریلویہ کی مساجد میں اجتماعی طور پر جو مروجہ الفاظ کا درود آواز بلند پڑھا جاتا ہے۔ یہ حدیث سے ثابت ہے۔



لیکن جب کہ مروجہ من گھڑت درود کے الفاظ کا ثبوت حدیث سے تو کیا کتب فقہ حنفی سے بھی نہ مل سکا تو حواس باخۃ ہو کر یوں بڑبڑانے لگے کہ :-  
 ”اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کون سا ذکر مراد ہو سکتا ہے؟  
 تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔“

اچھروی صاحب کی اسی بے بسی پر کہا گیا ہے :-  
 ”باب بحر کو دیکھو کہ کیسے سر اٹھاتا ہے

”بحر وہ بڑی شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے“

**بریلوی دوست** آپ اچھروی صاحب سے اپنی مساجد میں باواز بلند پڑھنے والے رواجی من گھڑت درود کے الفاظ حدیثی میں بعد نماز جماعت مسجد نبوی کے نمازیوں سے باواز بلند پڑھنے کا ثبوت دلوادیں یا کم از کم، اچھروی صاحب پر اس مغالطہ و فریب کے حوص من ..... ہی پڑھ دیں۔

چمن برباد ہوتا کیوں خنداں سے اگر لکھنؤ شش نہ ہوتی باغباں سے

**مغالطہ کا پول** | اچھروی صاحب نے بخاری و مسلم کی جس روایت کو بریلوی مساجد میں مروجہ درود کو نماز باجماعت کے بعد باواز بلند پڑھنے کے ثبوت میں پیش کیا ہے وہ ”باب الذکر بعد الصلوٰۃ“ کی حدیث ہے اور اس حدیث سے جس ذکر کو باواز بلند پڑھنا ثابت ہے اسے حضرت ابن عباسؓ سے لے وضاحت سے بیان فرمایا ہے وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی دوسری حدیث سے ظاہر ہے۔ ناظرین کی مہولت کے لئے مشکوٰۃ شریف کی متفق علیہ روایت سے عرض کیا جاتا ہے۔

۱- عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کنت اعدت القضاء

صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر  
 (مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کو میں تکبیر (اللہ اکبر) کی آواز سے پہچانتا تھا۔

**شمار حین حدیث** فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ بوجہ نو عمر ہونے کے آخری صفوں میں ہوتے تھے۔ اس لئے مسجد میں جب حضورؐ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اللہ اکبر کی آواز کا غلغلہ بلند ہوتا تو آپؐ (ابن عباسؓ) معلوم کرتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

**مزید اذکار و وظائف** | مذکورہ حدیث سے ثابت ہو چکا کہ عہد نبویؐ میں نماز فرض سے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے پہلا ذکر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ تلاوت فرماتے وہ اللہ اکبر ہے اور اس ذکر کی گونج سے آخری صفوں میں پڑھنے والے چھوٹے چھوٹے نو عمر صحابہؓ مثل ابن عباسؓ حضورؐ کا نماز سے فارغ ہونا پہچانتے تھے۔

اللہ اکبر کے بعد جو دوسرے اذکار بآواز بلند پڑھے جاتے تھے، ان کے تشریح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنئے۔

۲۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰۃ یقول لیسوۃ الٰہ علی ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند یہ اذکار تلاوت فرماتے:-

۱۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شویک لہ لہ الماک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدید۔

۲۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

۳۔ لا الٰہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل



ولید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت امام اوزاعی سے دریافت کیا کہ  
استغفار کے الفاظ کیا ہیں؟ تو فرمایا:-

”استغفر اللہ استغفر اللہ تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے۔“

۵۔ کان عبد اللہ بن زبیر ليقول فی دبر کل صلوۃ صلی علیہ وسلم  
”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - لا حول ولا قوة الا بالله  
لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله  
الفصل وله الشاء الحسن لا اله الا الله مخلصين له  
الدين ولو كره الكافرون. قال وكان رسول الله  
صلی اللہ علیہ وسلم یصل بہن دبر کل صلوۃ (تفسیر  
ابن کثیر زیاریت لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)

امام ابن کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کے بعد یہ کلمات  
مبارکہ بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر ناز کے بعد ان کلمات مبارکہ کو پڑھا کرتے تھے۔

**کتاب حدیث** میں مذکور اندکار کے علاوہ بعض دوسرے اندکار و مخالف بھی  
آواز بلند پڑھنے کا عہد نبویؐ و صحابہؓ میں ثبوت ہے۔

لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ اچھروی صاحب  
کئی تلبیس سے آگاہ رہیں اور بریلوی دوستوں کے مصنوعی درود سے احتراز  
کریں اس لئے کہ اس روایت درود کا وجود اور اجتماعی شکل میں پڑھنے کا ثبوت  
خیر القرون میں تو کیا خود حنفی مذہب کی درسی کتب میں بھی نہیں۔ یہ سب اہل بیت

کی ایجاد ہے (عیاذنا اللہ)

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و داماں کا  
جو یہ ٹانگا تو وہ اُدھڑا، جو وہ ٹانگا تو یہ اُدھڑا

بریلو می مذہب کا فتوے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح  
درود شریف کی تفصیل فرمائی ہے۔ ویسے ہی الفاظ درود بھی خوب  
وضاحت سے تعلیم فرماتے ہیں۔

چنانچہ محدثین رحمہم اللہ نے درود شریف کے کم و بیش اسی صیغے نقل فرمائے  
ہیں جن میں سے ہر ایک کی ابتداء اللہ سے ہوتی ہے۔ اور اس میں آل و اصحاب  
کا ذکر بھی موجود ہے۔

جس سے ظاہر ہے کہ درود وہی منظور ہے جس کی ابتداء اللہ سے ہو اور  
آل و اصحاب کا ذکر ہو، اور جو درود ان دونوں سے محروم ہے وہ عند اللہ قبول نہیں  
چنانچہ بریلو میہ کے اعلیٰ حضرت نے ترجمہ قرآن کے حاشیہ و تفسیر میں اس  
حقیقت کو یوں ذکر کیا ہے :-

”مسئلہ درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متواتر ہے اور یہ  
بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں، اور درود شریف  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحکیم ہے۔“

علماء نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی یہ بیان کئے  
ہیں کہ یا رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما،  
و دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما، ان کی شریعت  
کو بقا عنایت کر کے آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کہ ان کا  
ثواب زیادہ کر کے اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کہ

انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کٹر و عاشقہ ص ۵۴

سورہ احزاب - ۲۲

**بریلومی دوستو** آپ کے مجدد و امام نے روز روشنی کی طرح آشکار کر دیا کہ درود میں اللہ سے ابتداء اور آل کا ذکر شرط ہے۔ لہذا ایماندار می سے کہتے کہ آپ جو درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور صل علی نبینا و صل علی شفیعنا وغیرہ الفاظ سے پڑھتے ہیں، ان میں یہ موجود ہیں؟ اگر نہیں، تو پھر یہ بدعت ہیں یا نہیں؟

یہ آئی کون سی منزل، نہ ساحل ہے نہ دریا ہے

شناور بحرِ غم کا اب کہاں ڈوبے کہاں نکلے؟

**۴۔ خیانت کی مثال** تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۲ میں آیت کریمہ وَنَزَاهُ قَرِیْبًا کی تفسیر یوں لکھی ہے :-

”وَنَزَاهُ قَرِیْبًا“ ای المؤمنون یعتقدون کو نہ

قَرِیْبًا و ان کان له امد لا یعلمہ الا اللہ

ترجمہ : مومن قیامت کے قریب ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں، اگرچہ اس کے لئے ایک مدت مقرر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

لیکن اچھرو ہی صاحب نے عوام کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کی غرض سے اس حالہ کو مقیاس حنفیت طبع ثالث ص ۳۶ سطر ۱۹ میں یوں نقل کیا ہے:

”وَنَزَاهُ قَرِیْبًا“ ای المؤمنین یعنی مومنین اس کو قریب

دیکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء علیہم السلام

اور اولیاء قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

**معلوم فرمائیے** کہ تفسیر ابن کثیر کی عبارت سے صرف لفظ آئی المؤمنون نقل کر کے اس کے بعد کی عبارت بغیر ڈکار لئے اچھروی صاحب ہضم کر گئے ہیں تاکہ معنی بدل کر عوام کو فریب دیا جاسکے

**اچھا !** کتنے ظالم ہیں ایسے لوگ جو قوم کی رہنمائی کے دعویدار ہوتے ہوئے قرآن مجید کے معنی بدل کر عوام کو دھوکا دینے سے بھی شرم نہیں کرتے۔ اوس کس قدر قابل رحم ہے بریلوی پارٹی کہ جس کے مذہبی پیشوا ایسے ہی مکار لوگ ہیں۔ شریعت ہوئی ہے نخوانام ان سے بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے **شیطان مروود** اگرچہ تمام برائیوں کا قاتل و اعظم ہے۔ مگر باوجود اس کے اسے برائی سے شرم محسوس ہوتی ہے۔

**قرآن حکیم** نے اس مروود کی مذمت کو یوں نقل فرمایا ہے :-  
 كَسَلُ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلنَّاسِ اِغْدُ فَلَمَّا كَفَرُ  
 قَالَ اِنِّى بَرُّىْ مِنْكَ اِنِّى اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝ (پہلا جزء)  
 حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے شیطان کے متعلق اپنے صحابی سے فرمایا :-

۱۹۵۵ء  
 اَمَّا اَنَّهُ صَدَقَ وَ هُوَ كَذَّابٌ (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ ملک سراج الدین)  
 ترجمہ : اگرچہ وہ جھوٹا ہے مگر تمہیں اس کے حق بات بتائی۔  
 مگر اچھروی صاحب، کذب بیانی میں اس درجہ صاحب کمال ہیں کہ ان کو جھوٹ بولنے سے جھجک محسوس نہیں ہوتی۔

مذکورہ حقیقت کی تفصیل و مثال مطلوب ہو تو ان کے عمل و کردار کا مختصر تذکرہ ان کے الفاظ میں مقیاس حقیقت سے ملاحظہ فرمائیے۔  
 اچھروی صاحب مروجہ بریلوی مذہب یعنی قبروں کو پختہ بنانے، ان پر

خلاف ڈالنے اور چراغ جلا نے، ان سے مدد و امداد طلب کرنے اور پھر سال  
عرس و میلہ وغیرہ جمیع رسومات کو اصل اسلام ثابت کرنے کی غرض سے  
پورے دثوق بلکہ خوب زور و شور اور دھوم سے لکھتے ہیں :-

”تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ اور دوسرا مصنف کتاب التوحید

محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے

اور قبور کی بے حرمتی کا اعلان کیا ہے“ (طبع اول ۱۳۵۷ھ طبع ثالث ۱۳۵۸ھ)

اچھروی صاحب دعا کے آپ کے سامنے ہے جو اس امر کا ثبوت ہے

کہ مرد جب عرس جوڑی بڑی خالقا ہوں (مزاروں) مثلاً لاہور میں حضرت علی

بجویری رحمۃ اللہ علیہ، جن کو جہلا و انا گنج بخش اور پاکپن میں شیخ فرید رحمۃ اللہ

علیہ کے مزار، جسے اہل بدعت ہشتی دروازہ کے نام سے تعبیر کر رہے ہیں

اور پھر ملتان میں شیخ بہاء الحق اور شیرگڑھ ضلع ساہیوال کے مشہور مزار اور

ہی دوسرے ان گنت مزارات بلکہ چھوٹی چھوٹی قبروں پر ہو رہے ہیں۔ اور

فحاشی و بد معاشی اور مشرکانہ توہمات کا ثبوت ہیں۔ یا ان سے قدرے کم در

کے عرس جو کہ بریلوی علماء کی قیادت میں بریلویہ کے اعلیٰ حضرت اور شہر قیو

میں میاں شیر محمد وغیرہ کے مزارات پر ہوتے ہیں۔

ابتداء اسلام سے صلحاء کی قبروں پر ایسے ہی ہوتے آئے ہیں اور اب

عرسوں کو منع کرنے اور گناہ کبیرہ کہنے والا تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہی

جو کہ چھپوئیں حالت میں صدی ہجری میں ہوا ہے اور اس کے بعد بارہویں صدی

ہجری میں شیخ محمد نجدی نے ابن تیمیہ کے مذہب کو دوبارہ فروغ دیا ہے

مشرکین | اچھروی صاحب لکھتے ہیں :-

”چنانچہ ان امور سے ان کا منع ان کے جواز کی بین دلیل ہے کیوں کہ



ان امور زبور کی حد سے زیادہ تعظیم اور ان پر غلات ڈالنا، چیراغ جلانا اور مختلف رسومات سے ان پر اجتماع یا عرس و میلہ کرنے، کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا اور ان کے شر القرون میں ان حنا ست مذکورہ امور کی نیکی ان کو پہلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں نے سب کیا اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان دیکھو اوپر پر ہیٹ میں مذکور ہے کہ صحیح ہو نہ ہو ولایت کرتا ہے۔

جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عبادان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ہذا اکیلا علماء و عباد امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتماع امت کے غلات چلا ہے جو کئی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زمانہ کی جماعت ان ہی امورات کے عامل تھے اور یہ من مثلاً مثلاً فی النار کی زد میں آ گئے۔

اسی کی ابتداء میں تمام فرقہ و ثابہ اور ولید سیدی مسلمانان دنیا کو کفر کے جعلی فتوے لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء اور اولیاء کی دروجہ تعظیم سے بند کر رہے ہیں۔ (بلع اول ص ۵۵ طبع ثلث ص ۱۵۵)

**ناظر رہے** | اچھروی صاحب کا دعویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے کہ صلحاء کی قیروں کو بخیتہ بنوانا اور ان پر گنبد و عمارت کا کھڑا کرنا، غلات ڈالنا، چیراغ جلانا، دو دو، نزدیک سے چل کر ان پر سنت و تہذیب چڑھانا، ان سے بڑھتہ مشکل و مصیبت دے دے اور چاہنا اور زیادہ استغاثہ کرنا اور سالانہ عرس و میلہ

لکھتا اور غیر مروجہ تمام رسومات صلی اللہ علیہ وسلم عہد خلافت راشدہ، زمانہ  
 نبویین، بلکہ ائمہ اربعہ حضرت امام مالکؒ، ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ  
 رحمۃ اللہ علیہم کے وقت سے ہی نہیں، بلکہ ان کے قول و فتوے سے ہوتے ہیں  
 آ رہے ہیں۔ مذکورہ تمام امور کو روکنے اور منع کرنے والا تاریخ اسلام میں  
 پہلا شخص ابن تیمیہؒ اور دوسرا شیخ محمد ہے۔

**بریلوی و دیگر** آپ ہیں اگر بکچر دینی بغیرت، خدا کا خوف اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت، خلفاء راشدین اور ائمہ  
 سے کوئی واسطہ یا محبت ہے تو آپ کا فرض ہے کہ اچھروی صاحب کو مجبور  
 کہہ دیا کہ اہل سنت کی تفاسیر، کتب احادیث اور ان کی شروح، کتب  
 سیر و رجال سے بالفاظ واضح یہ دکھادیں کہ :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد اور دیگر اجلہ صحابہ  
 رضی اللہ عنہم کی قبروں کو بچتہ بنوایا اور سروجہ تمام امور کو  
 ٹھہر کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہنے کا حکم دیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بعد خلفاء راشدین اور دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان تمام مروجہ تدبیرات  
 کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور سنت ثابت سمجھنے  
 ہوئے اور کہتے رہے۔

حقہ کہ اکبر اربعہ نے اپنے اساتذہ دیگرہ، صلحاء کی قبروں کو بچتہ  
 بنوایا اور ان پر مروجہ عرش وغیرہ کرواتے اور اپنے بعد آنے  
 والے مسلمانوں کو قیود پر ہونے والی مروجہ تمام رسومات کو ادا  
 کرنے کا فتوے دیا۔ یا نفقہ حنفیہ کی درسی کتب، قدوری، ہدایہ  
 کنز اور شرح فتاویٰ دیگرہ میں قیود پر ہونے والی تمام مروجہ رسومات کا حکم و

فتویٰ واضح الفاظ میں موجود ہے۔

اگر تو اچھروی صاحب اپنا دعویٰ ثابت کر دکھائیں کہ ابتدائاً اسلام سے  
عرب اور قبروں کی مروجہ تعظیم ہوتی چلی آئی ہے تو آپ کو بریلویت مبارک دور  
آپ کا اخلاقی و مذہبی فرض ہے کہ اچھروی صاحب یا بریلوی مذہب سے تائب  
ہو کر مسلمان ہو جائیں اور اچھروی صاحب کے باطل دعویٰ اور غیر القرون پہ  
بہتان عظیم سے اپنے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کو آگاہ کر جائیں

شاید نقص ہی ہیں عمریں گنوائیں

گئیں بھول صحرا کی جن کو نقصان

قبر پرستی اور عرسوں کی حقیقت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح فرمان  
اور حنفی مذہب کے سادہ شارحین حدیث

یعنی حضرت طلال علی قاری (جسے مجدد بریلویہ خان صاحب بلکہ خود اچھروی صاحب  
بھی اپنی تصنیفات میں بطور سند و دلیل بار بار پیش کرتے ہیں) کی مرقاة شرح  
مشکوٰۃ کے عربی الفاظ اور ان کا اردو ترجمہ مولانا نواب قطب الدین دہلوی کی  
تکم سے ملاحظہ فرمائیے۔ جسے اچھروی صاحب بریلویت کا بہت بڑا رکن و  
زبردست حامی اور دلائل کا سب سے زیادہ رد کرنے والا مانتے ہیں۔  
چنانچہ اچھروی صاحب کہتے ہیں :-

”مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین صاحب

جنہوں نے مشکوٰۃ کی اردو شرح (مظاہر حق) بھی لکھی ہے مولوی

نذیر حسین صاحب (دہلوی) جب کبھی دلائل کا مسئلہ جاری فرماتے

یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب کو رات کو ہی اس کا جواب

لکھ کر صبح کو شائع کر دیتے اور مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو

جاتی اور وضو کے سے نزع جاتے درمقیاس حنفیت طبع اول صفحہ ۲۵۵ طبع ثانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اللہم لا تجعل قبری  
وثنای علیہما تحدیث کی شرح فرماتے ہوئے نہ ملاحظہ فرمائیے۔

**علامہ علی قاری**

دای لا تجعل قبری مثل الدفن فی تعظیم الناس و

عودہم للزیارت لعلہ بد لہم واستقبالہم نحو

فی السجود کما نسمع ونشاهد الان فی بعض المزارات والمشاہد،

(مرقاۃ حلیہ ص ۲۵۵ مطبوعہ مصر)

یا اللہ! نہ کر میری قبر کو مانند بت کے بیچ تعظیم

**نواب قطب الدین کا**  
**مذکورہ الفاظ کا ترجمہ**

کرنے لوگوں کے اور بار بار آنے کے واسطے

زیارت کے یعنی بطور میلے دھرم کے اور متوجہ ہونے کے طرف اس  
کی واسطے سجدہ وغیرہ کے جیسا کہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ ہم اب بعض  
مزارات و بزرگوں، اور مقامات کو مثل استھان دہلی وغیرہ کے

(مظاہر حق جلد ۱ ص ۲۵۳)

رکن مذہب حنفی حضرت علی قاری صاحب اور بقول اچھوی

**حقیقت ظاہر ہو گئی**

بہ بیویت کے سب سے بڑے حامی حضرت نواب قطب الدین

کے اعلان اور فیصلہ سے ظاہر ہے کہ صلحا و کی قبروں کی تعظیم، ان پر گنبد و عمارت  
بنانا اور غلات ڈال کر، چراغ عطا کر، ان کا طواف اور سجدہ، پھر ان کے پاس  
اعتکاف اور سالانہ اجتماع بصورت عرس و ختم و ایصال ثواب وغیرہ کے نام  
سے کیا جائے تو اس وقت یہ قبریں مثل دفن، استھان یا بت وغیرہ کے ہو جاتی ہیں  
اور ان امور کو تسبیح و صلحا کی تعظیم کا نام دینا کفر و شرک ہے۔

**دربار رسالت اور خلافت راشدہ کا فیصلہ** | حنفی مذہب کے شارحین نے جو

کچھ اعلان فرمایا اس کی دلیل وسند خلافت راشدہ کے فیصلہ سے ملاحظہ فرمائیے۔  
 ۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابی الہیاءؓ کہتے ہیں کہ  
 امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عہد خلافت میں  
 مجھ سے فرمایا:-

(۱) "الا اجشک علی ما یقتضی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا  
 مشرفا الا سویتہ" صحیح مسلم مع نوہی مطبوعہ نور محمد حیدر ص ۲۱۲

(۲) دوسری حدیث میں "ولا صودۃ الا طمستہا" بھی وارد ہے۔ جس کا  
 ترجمہ یہ ہے کہ ہم آپ کو ایسے کام پر مامور نہ فرمائیں کہ جس پر خود رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مامور فرمایا۔ وہ یہ کہ:-  
 نہ چھوڑے کوئی تصویر یا بیت حتیٰ کہ ملیا سیٹ کر دے اس کو  
 اور نہ چھوڑے کوئی تختہ و بلند قبر حتیٰ کہ اس کو نہاں کے برابر  
 کر دے۔

## حضرت امام شافعیؒ

عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں اونچی و بلند تخت  
 قبروں اور پتوں وغیرہ کی بناء ہی کا جو قانون و فیصلہ  
 جاری ہوا، اس کے عمل و نفاذ کا جو معمول خیر القرون میں جاری و ساری رہا  
 اس کی چشم دید شہادت امام شافعیؒ کی زبانی سنئیے:-  
 امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ:-

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خود نوشت کتاب الاقم میں لکھتے ہیں:-  
 وروایت الاقمہ بکلمۃ یا مرون بخدم ما یبنی و یؤبد الہدم  
 قولہا ولا تبارع مشرفا الا سویتہ صحیح مسلم مع نوہی حیدر ص ۲۱۲

ترجمہ: ہم نے اپنے عہد کے شاہیر ائمہ مکہ مکرمہ کو یہ حکم اور فتویٰ دیتے ہوئے ہمیشہ خود دیکھا کہ قبروں پر گنبد وغیرہ جو عمارت بھی ہے اس کو گرا کر قبر زمین کے برابر کر دی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ :  
 "کسی پختہ و اونچی قبر کو نہ چھوڑا جائے مگر اسے زمین کے برابر کر دیا جائے"

یہ اس پختہ و بلند قبروں اور ان پر کی تمام عمارتوں کو گرا دینے کی دلیل ہے۔  
 وہاں ہے کہ اللہ عز و جل کوئی ایسی جماعت اور مجاہد پیدا فرما کہ ایک بار پھر اس فیصلہ کو عملی صورت میں نافذ و کامیاب فرمائے، آمین قسم آمین۔

امام ابن ہمامؒ ملا علی قاریؒ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں امام ابن ہمامؒ جو حنفی مذہب کے نامور مجتہد اور استاذ الاساتذہ شمار کئے جاتے ہیں اور جن کی وفات ۸۷۵ھ اور پیدائش ۷۴۰ھ میں ہوئی، کا قول یوں نقل کیا ہے

... .. وقال ابن

الہمام هذا الحديث محمول على ما كانوا يفعلون من

تعليق القيسور بالبناء الحالي "درة جلد ۳۴۹ باب دفن الميت"

اس حدیث کا منشا یہ ہے کہ قبر کی کھدائی سے جو مٹی برآمد ہوتی ہے اس سے زائد جو عمارت بھی تعمیر کی جائے اس کو تباہ و برباد کر کے قبر کو ایک بالشت کی بلندی کے برابر باقی چھوڑا جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

منزید سنن

"تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجھضن

القبر وان یقلل علیہ وان یبنی علیہ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ نہ کرنے اور ان

پر گنبد و عمارت وغیرہ کھڑا کر نے سے منع کر دیا ہے۔

**حقیقت ظاہر ہو گئی** نامور فقہاء حنفیہ کے فیصلہ اور حدیث کے واضح الفاظ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی چشم دید شہادت

سے ظاہر ہو گیا کہ اچھروی صاحب کی یہ ہریان کہ وہ۔

تمام علماء و عباد ان امور و قبروں کی مروجہ تعظیم اور غرسوں وغیرہ (کو مستحسن سمجھ کر خیر القرون کی سنت حسنہ پر عامل تھے) اور —

ابن تیمیہ ہی وہ پہلا انسان ہے جس نے غرسوں کو گناہ کبیرہ کہا۔

کی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ اچھروی صاحب کی ہرزہ سرائی ادھوکہ و قریب ہے۔

کیونکہ عہد خیر القرون میں جبکہ تختہ قبروں اور پتوں کو ایک ہی مقام و حیثیت دے کر گرانے اور متباہ کرنے کا حکم و آرڈر تھا تو پھر تختہ قبروں پر غلاف و چراغ اور سالانہ غرس و اجتماع کا تو وہم و گمان ہی سر اسر پکڑا ہے۔

یہی شیخ اسلام روشن کریں گے بیٹوں کا یہی نام روشن کریں گے

**روضہ انوار کی زیارت** خان صاحب نے ایک رسالہ "انوار البیارت" فی مسائل الحج والزیارت لکھا ہے جس

میں زیارت روضہ انوار سے متعلق ہدایات کی ایک مہی فہرست پیش کی ہے۔ ان میں سے تین نمبر پیش خدمت ہیں:-

"۱۔ مبارک خبردار! جہالی شریف کو پوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو۔

کیونکہ خلاف ادب ہے۔ بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب

نہ جاؤ۔ (انوار البیارت ص ۱۱ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

۲۔ روضہ انوار کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکو کہ رکوع

کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت

ہے۔ (النوار البشارت) مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی،

نے واضح کر دیا کہ مرتد انور کے گرد طواف واعتکاف، بطور

## خالصاحب

مسلم ٹھکانا اور مسجد، حتیٰ کہ جالی شریف کو تبرکاً چھوना، یا اسے  
پوسہ دینا یا رومال وغیرہ تبرکاً ملنا دلگاتا، یہ تمام امور خلاف شریعت اور حرام ہیں  
ان سے احتراز کرو۔ آپ کا ادب و احترام اور تعظیم آپ کی اطاعت میں ہے۔

غرض کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

درد و سلام | جالی شریف سے چار ماہ تک دور تاملہ پہ کھڑے ہو جاؤ۔

۱۳۔ الحمد للہ اب کہ دل کی طرح تنہا رامنہ بھی اس پاک جالی کی طرف

ہے جو اللہ عز و جل کے محبوب عظیم انسان صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ

نہایت ادب و وقار کے ساتھ آوازِ حزین و صورتِ درد آگین و

دلِ شرمناک و جگہ چاک چاک، معتدل آواز سے نہ بلند و سخت

کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عملِ اکارت ہو جاتے ہیں۔ نہ

نہایت نرم و لپٹ کیونکہ سنت کے خلاف ہے۔

(النوار البشارت) مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرامگاہ جہاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا یقینی

## خالصاحب نے فیصلہ کر دیا

ہے وہاں بلند آواز موجبِ ضبطِ اعمال ہے۔

پس اگر تو آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو پھر مساجد اور مجالس میں بلند آواز

سے سلام و درود کا شور بلکہ گھروں اور بازاروں وغیرہ کی غوغا آرائی اور لاؤڈ سپیکر

پر وعظ و خطبہ یقیناً ضبطِ اعمال کا موجب ہے۔ اگر روضہ انور سے دور علیحدہ

یہ امور جانتے ہیں تو پھر عقیدہ حاضر و ناظر باطل و بیکار ہے



نہیں جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہیں گئے بھول رستہ یا وہ راہ پر ہیں !

من نہ گویم این کن یا آن کن مصلحت ہیں و کار آسان کن

قبروں کی تعظیم و بوسہ | حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ جنہیں بریلوی سیت  
غوث الاعظم اور مشکل کشا مانتے ہوئے ان کے نام کے وظیفے جتے اور گیارہویں  
دیتے ہیں۔

آپ کی پیدائش ۱۶۷۸ء اور وفات ۱۱۵۴ھ ہے آپ اپنی کتاب غنیۃ  
الطالبین میں رقمطراز ہیں :-

وَإِذَا نَزَلَ قَبْرًا لَا يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهِ وَلَا يَقْبَلُهُ فَأَنَّهُ

عَادَةُ الْيَهُودِ (غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہور ص ۱۸)

ترجمہ: جب کسی بزرگ کی قبر کی زیارت میسر آئے تو نہ ہی تو قبر کو بطور تبرک  
چھوا جائے اور نہ ہی اس کو بوسہ دیا جاتے لیکن قبر پر ہاتھ لگا کر منہ آٹکھوں پر  
نہ رکھا جائے کیونکہ یہ یہود کی عادت ہے۔

پیر صاحب کا فیصلہ | بلقلم آپ ملاحظہ فرمائیے کہ بزرگوں کی قبروں

کی مروجہ تعظیم و تکریم یہودیت ہے جس سے ظاہر ہے کہ ابتداء اسلام سے چھٹی  
صدی ہجری کے وسط تک کے علماء و فقہاء کرام کا متفقہ فتوے یہی چلا آیا  
ہے جسے پیر صاحب یہودیت اعلان فرما رہے ہیں۔

گرا اسلام کی کچھ حیثیت ہے تم کو !

تو حبلہ ہی سے اٹھو اور اپنی خبر لو

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ | یہ امر محتاج تعارف نہیں کہ حضرت پیر صاحب

اور امام ابن تیمیہ حنبلی المذہب مشہور ہیں۔ پس ابن تیمیہ نے جو کچھ قبروں کی  
تعظیم اور عرسوں وغیرہ کے خلاف لکھا ہے وہ درحقیقت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے قول و فتوے کی ترجمانی اور وضاحت ہی ہے کیونکہ آپ حضرت پیر صاحب سے ایک صدی بعد پیدا ہوئے ہیں اور آپ نے قبور کی تعظیم اور عرسوں وغیرہ کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت پیر صاحب کے فتوے کی شرح میں لکھا ہے۔ لہذا پھر وہی صاحب کی جملہ ہرزہ سرائی بالکل محبت ہے۔

**اہل کتاب کی قبر پرستی** | حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہو چکا کہ صالحی قبروں کو بطور تبرک چھونا (ہانتہ لگانا) اور بوسہ وغیرہ یہود و نصاریٰ کی عادت اور خصلت ہے۔

ذیل میں یہود کی قبر پرستی اور ان کی تعظیم و تکریم کی مذمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاحظہ فرمائیے۔ احادیث اگرچہ بکثرت ہیں مگر ہم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث نقل کرتے ہوئے حنفی مذہب کے رکن خاص اور نامور شارح سے اس کی تشریح و وضاحت عرض کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا :-

لعن الله اليهود والنصارى الذين اتخذوا قبور

انبياءهم مساجداً متفق علیہ (مشکوٰۃ باب المساجد)

ترجمہ: یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔

**حنفی مذہب کے رکن** | علامہ علی قاری جن کی وفات حسب تصریح کشف الظنون مصنف علامہ چلیپی حنفی ۱۰۱۶ھ یا بالفاظ دیگر شیخ محمد سجدی سے ایک صدی پہلے گزرے ہیں۔

مذکورہ حدیث کی شرح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

قال الطيبي كانه عليه السلام عرف انه مرتقل  
 وخاف من الناس ان يعظموا قبره كما فعل اليهود  
 والنصارى فعرض يلغونهم لئلا يعاملوا معه ذلك  
 فقال لعن الله اليهود والنصارى سبب لغنهم اما  
 لانهم كانوا يعبدون لقبور انبياءهم تعظيمهم  
 وذلك هو الشرك الجلي ..... فتلى النبي صلى الله  
 عليه وسلم امته عن ذلك اما المشابدة ذلك الفعل  
 سنة اليهود .....

وقال القاضى كانت اليهود والنصارى يسجدون قبور  
 انبياءهم ويجعلونها ما قبله ويترجمون في الصلاة  
 نحوها فقد اتخذوها اوثانا فلذلك لعنهم ومنع  
 المسلمين عن مثل ذلك (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علی تارمی جلد ۴ ص ۲۵۶)

**مظاہر حق** | تارمی صاحب کی شرح کا اردو ترجمہ بھی ہندوستان کے  
 مسئلہ حق بزرگ مولانا اب قطب الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قلم سے  
 پڑھتے :-

”جب جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اجل نزدیک پہنچی ہے  
 اور ڈر سے امت سے کہ مبادا قبر شریف کو سجدہ کریں، جیسے کہ یہو  
 و نصاریٰ انبیاء کی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس آگاہ کیا اس  
 کے منع ہونے پر یہ مبادا لعنت کر کے یہود و نصاریٰ کے (مظاہر حق جلد ۱ ص ۱۲۱)  
**فتح الباری** | مسئلہ حق بزرگوں کی شرح و ترجمہ کو ذہن نشین رکھتے  
 ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بھی سنتے ہی چلتے :-

وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمُ أَنَّهُ مَوْتَعَلٌ مِنْ  
 ذَالِكِ الْمَرَضِ خَافَ أَنْ يَعْظُمَ قَبْرُهُ كَمَا فَعَلَ مِنْ  
 مَخْشَى فُلَعْنِ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَةَ إِشَارَةً إِلَى  
 ذَمِّ مَنْ يَفْعَلُ فَعْلَهُمْ وَقَوْلِهِ اتَّخَذُوا حِجْلًا مِثْلًا  
 عَلَى سَبِيلِ الْبَيَانِ لِمَوْجِبِ اللَّعْنِ وَفَتْحِ الْبَارِي جُلْدًا ٢٢٣

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سمجھ لیا کہ یہ بیماری پیغام  
 موت ہے۔ پس آپ اس امر سے خوف زدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری قبر  
 شریف کی تعظیم و تحکیم بھی اسی طرح شروع ہو جائے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے  
 اپنے انبیاء کی قبروں کی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے قبروں کی تعظیم کی مذمت کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔  
 حنفی شامح شیخ عبدالحق | لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:-

”فَخَشِيَ أَنْ يَفْعَلَ بَعْضُ أُمَّتِهِ بِقَبْرِ الشَّرِيفِ مَا  
 فَعَلَتْهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَةُ بِقُبُورِ أَنْبِيَائِهِمْ فَنَسَى  
 عَنْ ذَالِكِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سمجھ لیا کہ اس بیماری سے  
 وفات ہونے والی ہے تو آپ خوف زدہ ہوئے کہ کہیں جبلاہ امت  
 ہمارے مرقد النور (قبر شریف) کی ایسی ہی تعظیم نہ شروع کر دیں جیسا کہ  
 اہل کتاب اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی کرتے آ رہے ہیں۔ پس آپ نے  
 قبر شریف کی تعظیم سے روک دیا، یہود و نصاریٰ نے پر لعنت فرمائی اور امت  
 کو اس فعل بد سے متنبہ و آگاہ کر دیا۔

مزید فرماتے ہیں | والدلیل علی ذم الجہلین قولہ صلی اللہ

عليه وسلم اللهم لا تجعل قبری وثناً ليعبدوا  
 غضب الله على قوم اتخذوا قبور انبيائهم مساجد  
 ترجمہ: قبروں کی تعظیم وغیرہ کی ذمت کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی یہ دعا ہے کہ :-

یا اللہ میری قبر کو ایسا نہ کرنا کہ لوگ بتوں کی طرح اس کی پرستش شروع  
 کریں ۔

اور امت کو آگاہ فرماتے ہوئے مبنیہ کہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ  
 غضب اس قوم پر ہے جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔  
 بنانا نہ تربت کو میری منہم تم نہ کہ ناقبر یہ میری سر کو ختم تم  
 بریلوی قائد مفتی نعیم الدین صاحب خالصاحب کے ترجمہ قرآن کے  
 تفسیری فوائد بیان کرتے ہوئے ولا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا وَّسْنُ  
 دُونِ اللَّهِ الْآیَةِ کا حاشیہ لکھتے ہیں :-

جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے احبار و رہبان کو رب بنایا کہ انہیں  
 سجدہ کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے ۔

شارحین اخلاف کی قلم سے واضح ہو گیا کہ قبور کی تعظیم و تکریم قبروں

رہبتوں کی مانند بنا دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ لا تجعل قبری وثناً  
 الحدیث (اے اللہ میری قبر کو ایسا نہ بنائیو کہ جہلاتوں کی طرح  
 اس کی پوجا شروع کر دیں) اس امر کا ثبوت ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مروی ہے

قوله ذاك لا بد فقبوه غیر اندہ خشی ان یتخذ

”مسجداً“

ترجمہ: اگر یہ خطرہ پیش نظر نہ ہوتا کہ کہیں امت قبر شریف کو یہود و نصاریٰ کی طرح عبادت گاہ نہ بنالے، تو آپ کا مرقہ النور حجرہ شریف سے باہر بنایا جاتا۔

گویا کہ مرقہ النور کے حجرے میں بنوانے کی حکمت یہی تھی کہ امت کا جاہل طبقہ یہود و عیسائیوں کی طرح کہیں قبر شریف کی پرستش ہی نہ شروع کر دے۔

**خلاصہ و مطلب** | شیخ محمد نجدی نے کتاب التوحید میں جو کچھ قبروں کی تعظیم اور عرسوں کے خلاف لکھا ہے وہ علی قاری حنفی کے قول و فتوے کی روشنی میں لکھا ہے۔ لہذا اچھر وہی صاحب کا یہ دعوے کہ :-

”قبروں کی تعظیم و تحکیم بذریعہ عرس اور میلہ اور ان پر چراغاں و خلاف سنت خیر القرون ہے“

لاف زنی ہے۔

اسلام الہی تعظیم سے بالکل انکار ہی ہے، اس لئے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو سچتہ بنانے سے منع کر دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ بلند و سچتہ قبروں کو بتوں کی ذیل میں شمار کرتے ہوئے ان کو مسمار کرنے کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مامور فرمایا اور حضرت علیؑ نے اپنے عہد خلافت میں اس حکم کو عملی طور پر جاری کرنے کی غرض سے اپنی الہیاج کو مامور فرمایا جتنے کہ اس حکم کا نفاذ و اجراء حضرت امام شافعیؒ نے سچشم خود اپنے زمانہ میں مشاہدہ فرماتے ہوئے کتاب الامہ میں نقل کیا ہے۔

چنانچہ حدیث کے واضح الفاظ یہ ہیں :-

”لعن اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زائدات القبور و المتخذین علیہا المساجد و السجج رواہ البخاری“

والتمذی والنسائی (مشکوٰۃ باب المساجد ص ۷ مطبوعہ نور محمد دہلی)  
 ترجمہ : رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی  
 اور قبروں کو مسجد بنانے اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔  
 ایسے ہی سالانہ عرس و اجتماع وغیرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حرمت  
 نہ لا تجعلوا قبوری عید کا اعلان فرما کر عرسوں وغیرہ کی حرمت  
 و ممانعت واضح فرما دی جس کی تشریح و وضاحت ملا علی قاریؒ اور نواب  
 قطب الدین سے ہو چکی۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ یہ کام اہل اسلام کے نہیں بلکہ یہ کفار یہود و  
 نصاریٰ کے ہیں چنانچہ لعن اللہ الیہود و النصارى الحدیث کے الفاظ  
 اور حنفی شارحین حدیث ملا علی قاریؒ، شیخ عبدالحی و بلوہیؒ اور نواب قطب  
 الدین و بلوہی رحمۃ اللہ علیہم کی تشریح اور خاتمہ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ کی تصدیق  
 سے ذکر ہو چکا۔

میرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرارِ دینی ساقی  
 ہوا علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین ساقی

## یہودیت اسلامی بھڑپ میں

بدیو یہ کاپختہ قبریں بنوانا اور ان پر چراغ جلانا، خلاف ڈالنا اور عرس  
 منانے، یہ سب اہل کتاب کی تقلید ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا اس سے کوئی  
 تعلق نہیں۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم نے بطور دلائل نبوت یہ پیشین  
 گوئی فرمائی کہ :-

امت کے جملہ کا بد نصیب گروہ بعد اپنے پیشواؤں کے  
اہل کتاب کا نمونہ ثابت ہو گا۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں :-

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ امْتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ

قَبْلَهَا شَبْدًا لِّشَبْدٍ وَذِرَاعًا بِزِرَاعٍ فَقِيلَ يَا

رَسُولَ اللَّهِ كَفَادَسٍ وَالْمَدُومُ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسِ

إِلَّا أَوْلَئِكَ (فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۱۳ ص ۲۵۶)

ترجمہ : قیامت واقع نہیں ہوگی جب تک کہ امت کی اکثریت پہلی  
قوموں کی نمونہ نہ ہو جائے۔ اس پر صحابہؓ نے غرض کیا :-

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا مسلمان کفارِ فارس اور کفارِ

روم کا کردار اختیار کر کے ان کا نمونہ ہو جائیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا :-

”ہاں فارس و روم کے کفار ہی کی تقلید اختیار کر کے ان کی

عملی تفسیر ہو جائیں گے۔“

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

لَتَبْعَنَّ مِنْ كَانْ قَبْلَكُمْ شَبْدًا لِّشَبْدٍ وَذِرَاعًا

بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جَحْرَضْبَ تَبَعْتُمْ وَهُمْ

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ <sup>(یعناہ مذکور)</sup>

ترجمہ : ضرور ہے کہ امت کی اکثریت پہلی امتوں کی مانند  
مثل ہو جائے۔ حتیٰ کہ پہلی امتوں سے کوئی ضرب و سائڈھے کی سولہ  
ہیں بھی داخل ہوا ہو گا تو ضرور ہے کہ امت سے کوئی ایسا بھی کر ہی گزریگا



یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا :-

یا رسول اللہ ﷺ کیا امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کی مانند ہو جائیں گے ؟

جواباً فرمایا :-

”یہ ہو کر رہے گا۔“

**دونوں حدیثوں کی مطابقت** | خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر دونوں حدیثوں کی تطبیق بیان کرتے ہوئے رطب اللسان ہیں کہ :-

لنظارہ دونوں حدیثیں اگرچہ مختلف ہیں لیکن پہلی میں اہل فارس و روم کا نمونہ ہونے کی تصریح ہے اور دوسری میں یہود و نصاریٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی وضاحت۔ لیکن دونوں کا مقصود صرف ایک ہی ہے۔ اس لئے کہ علامہ کرمانی فرماتے ہیں :-

”الدموم نصاری و قد کان فی القدس یهود“

یعنی اہل روم میں اکثریت نصاریٰ کی ہے اور فارس میں یہودی لوگ بھی آباد ہیں۔ لہذا مطلب واضح ہے کہ مسلمان اہل کتاب کا نمونہ ہوں گے۔“

**علامہ عینی** | رقمطراز ہیں :-

”فان قلت هذا مما شذ بهما تقدم النفا التهم

آباد میں (قلت) الدموم نصاری و فی القدس یهود

یہود (یہود و نصاریٰ شذ بہما صحیح البخاری)

یہود و نصاریٰ اگرچہ شذ بہما ہیں مگر دوسری حدیث پہلی حدیث کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ اس میں فارس و روم کا نمونہ ہونے کی تصریح

۱۱  
ہے اور دوسری حدیث میں یہود و نصاریٰ سے کی عملی تفسیر ہونے کی وضاحت  
تو میں پورے سے دعوے سے یہ کہوں گا کہ :-

اہل روم چونکہ عیسائی ہیں اور ملک فارس میں یہود بھی آباد ہیں،  
اس لئے دونوں حدیثوں کا فشاہی ہے کہ امت کی اکثریت  
یہود و نصاریٰ سے کاٹو نہ ہو کر رہے گی :-

## تاریخ کی روشنی میں

احادیث اور شارحین کی واضح تشریحات سے قطع نظر تاریخی شواہد بھی  
اس امر کا ثبوت ہیں کہ عراق کا ملک و علاقہ مدت مدید و عرصہ بعید سے فارس  
کے زیر حکومت رہنے کی وجہ سے فارس کا جز و لائیفک قرار پا چکا تھا۔  
مزید برآں خود عراق کی آبادی بھی کچھ اس قسم کی تھی کہ مشرکین قبائل عرب کے  
ساتھ ہی ساتھ عراق میں یہود اور نصاریٰ بھی آباد تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ  
عراق کی سرحدیں چونکہ شام سے ملتی ہیں اور شام عیسائیت کا مرکز اور روم کی  
زیر حکومت ہونے کے سبب سے روم کا جز و شمار ہو رہا تھا۔ حالانکہ شام  
کی اکثریت مشرک عربوں پر مشتمل تھی۔ تاہم فارس و روم کا درمیانی ملک ہونے  
کی حیثیت سے عراق، روم و فارس یعنی یہودیت و عیسائیت سے بھی متاثر تھا  
سب سے بڑی بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اہل  
عراق کفر پر اس درجہ مصرّ تھے کہ اسلام اور مسلمانوں کو اذیت دیتے ہیں  
تمام ہمسایہ ملکوں سے پیش پیش تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ سرزمین عراق فطری  
طور پر ہی چونکہ فتنہ و فسادات کا مرکز اور کفر کا سرچشمہ واقع ہوئی ہے۔

بنابرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق کو راس الکفر اور فتنہ و  
 کساد است کا منبع اور شیطان کی کردار کا مرکز می دار الاشاعت قرار دیا ہے۔  
 چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عراق سے متعلق پیشین گوئیوں اور  
 صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال اور تاریخ و جغرافیہ کی تصریحات اور عراق سے  
 ظاہر ہونے والے فتنوں اور اس سے پیدا شدہ گمراہ فرقوں کی تفصیل ہم  
 اپنے رسالہ اکمل البیان میں پورے ہی شرح و بسط سے بیان کر چکے ہیں کہ قیامت  
 تک کے وہ تمام ہولناک فتنے جو امت پر آنے والے ہیں، وہ سب کے سب  
 عراق ہی سے ظاہر ہوں گے۔

**مقصود و مدعا** یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی  
 جو یوں ارشاد فرمایا کہ :-

اُمّت کی اکثریت یہود و نصاریٰ سے کا عملی نمونہ ثابت ہوگی ۔  
 اس کا آغاز و ظہور اور ابتداء عراق ہی سے ہوئی ۔ یعنی یہود و نصاریٰ  
 کے عمل و کردار کا مظہر اتم عراقی لوگ ہی ثابت ہوئے اور ان کے مذہب و  
 طریق کو روز افزوں اس درجہ ترقی ہوئی کہ عالم اسلام کی بہت بڑی اکثریت  
 عملاً یہود و نصاریٰ کے مذہب و طریق یعنی قبر پرستی کی علمبردار ہو رہی ہے۔  
 جو بات نبی فرماتے ہیں معیار صداقت ہوتی ہے  
 خود لفظ شکل بن جاتے ہیں اور سچی ثابت ہوتی ہے

**اسلام میں لیکھ و دیکھ کو کیسے فروغ ہوا ؟**

احادیث اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ کے فرمان سے یہ حقیقت ظاہر  
 ہو چکی ہے کہ قبروں کی مروجہ تعظیم و تکریم یہودیوں کا طرز عمل ہے۔

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہودیانہ رسم و رواج مسلمانوں میں کیونکہ جاری ہوا اس کی جستجو کے لئے زیادہ کتابوں کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں، کیونکہ پیر صاحب نے غنیۃ الطالبین میں روافض کے مذاہب اور فرقوں کی فہرست پیش کرتے اور ان کے مخصوص عقائد و اعمال گنواتے ہوئے پورے دعویٰ سے لکھا ہے :-

فقد شہت مذاہب الدوافض بالیہودۃ قال  
 الشعبی محبة الدوافض محبة الیہود (غنیۃ مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور)  
 ترجمہ: پس تحقیق رافضی یہود کے مشابہ ہیں۔ شعبی فرماتے ہیں کہ :-  
 ”روافض سے محبت کرنا یہود سے محبت کرنا ہے۔“  
 رافضیوں کی اگر پوری تاریخ بیان کی جائے تو مضمون طویل ہو جائے گا اس لئے یہاں صرف یہی ذکر کر دینا کافی ہے کہ صنعا جوین کا سرسبز و شاداب علاقہ ہے، اس میں یہودی النسل لوگ آباد تھے۔  
 ان کا سرگرم عبداللہ بن سبا تھا جو نہایت ہوشیار تھا۔ قوم اسس کو عزت کی نظر سے دیکھتی۔ خلافت عثمانی میں جب صنعا کا علاقہ فتح ہوا اور پوری قوم نے اسلام قبول کر لیا تو ابن سبا دربار خلافت میں حاضر ہو کر خاص منصب کا خواہاں ہوا۔ خلیفہ وقت نے اس کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی درخواست کو رد کر دیا۔

پس اس نے فطری تقاضا کے تحت جل جہنم کو امیر المومنین کے خلاف غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بلو کر تنبیہ فرمائی، مگر یہ باز نہ آیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

چنانچہ یہ مدینہ منورہ سے نکل کر بصرہ پہنچا اور اپنی عداوت کو بروئے کار  
 لایا۔ یعنی حضرت عثمان کے خلاف خوب زور و شور سے پروپیگنڈا شروع کر  
 دیا جس کا نتیجہ شہادت عثمان کی صورت میں برآمد ہوا۔

جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے اور صحابہ کی اکثریت نے حضرت عثمان کو شہید  
 کرنے والے بلوایوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے اپنی کسی خاص مصلحت کے پیش نظر اس مطالبہ کو پورا نہ کیا تو صحابہ  
 رضی اللہ عنہم کی الگ الگ دو جماعتیں ہو گئیں۔

اس وقت ابن سبا کو اپنے بغض و عداوت کو بروئے کار لانے کا خوب  
 موقع پیش آیا۔ پس اس نے اسلامی لباس میں یہودیت کو فروغ دینے کا فیصلہ  
 کیا۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لئے پہلی طرح تو یہ ڈالی۔  
 ”علیؓ علیہ السلام جب کہ دوبارہ دنیا میں تشریف لاسکتے ہیں تو  
 افضل الانبیاء اور سید الرسل اس سے زیادہ احق ہیں کہ وہ  
 دوبارہ تشریف فرما ہوں۔“

لیکن اس عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے۔ اس لئے ابن سبا  
 کا مسئلہ رجعت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ تشریف فرما ہونا) ناکام  
 ہو کر رہ گیا۔

اس ناکامی کے بعد ابن سبا نے پختہ بدلا اور حب اہل بیعت کا رنگ  
 اپنا شروع کیا جس میں اسے کامیابی ہوئی۔ چنانچہ اس نے یہودی عقائد و  
 اعمال کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا شروع کیا، یعنی روافض کی شکل میں یہودیت  
 کو فروغ دے دیا۔

چنانچہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے روافض و یہودی اعمال و عقائد کا

موازنہ و مقابلہ کرتے ہوئے غنیۃ الطالبین میں ایک فہرست پیش فرمائی ہے  
طالب تفصیل کو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ربانِ حال سے اشکال کی تشریح کرنے سے  
عوام الناس کی خاطر ذرا تو ضیح کرنے سے

معارض باسانی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اہل  
سنت کے ہیرو ہیں اس لئے انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ شیعہ سنی باہمی  
عداوت کا نتیجہ ہے اس لئے ہم حضرت پیران پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی  
تصدیق کی غرض سے خود شیعہ مذہب کی مستند کتب سے دکھا دینا چاہتے  
ہیں کہ روافض کا مذہب اور ان کے امتیازی عقائد و اعمال عبد اللہ بن سبا  
میسرہ کی اختراع ہیں۔

چنانچہ بطور شہادت رافضی مذہب کی تین مستند کتابوں کے اصل  
الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

شیعہ مذہب کی پہلی شہادت "چوں عبد اللہ داہن سبا سے

وانست کہ مخالفان عثمان در مصر بسیار اندر و سے تو جہ بدان و بار  
نہاد بمصر باں ملحق گشتہ با ظہار تقوی و علم خویش بسیار سے از اہل  
مصر را بفریفت۔ بعد از رسوخ عقیدہ آں طائفہ بایں شان ورمیان  
نہاد کہ نصاریٰ سے گویند کہ علیؑ مراجعت نمودہ از آسمان بر زمین  
نازل خواہ شد۔ بہ ہنگامان روشن است کہ حضرت خاتم الانبیاء  
علیہ الصلوٰات افضل از علیؑ است۔ پس او برجعت اولی باشد و  
خدا سے عز و علا و سے رانیز بایں وعدہ فرمودہ۔ چنانچہ سے گوید  
کہ إِنَّ الَّذِیْ فَوَضَّ عَلَیْكَ الْقُدْرَانَ لَمَّا ذَاكَ إِلَى مَعَادٍ

بعد از آنکہ سفہائے مصر میں معنی عبداللہ را مصدق داشتند  
 با ایشان گفت کہ بر پیغمبرے را خلیفہ و وصی مے بودہ است۔  
 خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی است کہ بحلیہ زہر و تقویٰ  
 و علم و فتویٰ آراستہ است و بشیئہ کرم و شجاعت و شیوۃ امانت  
 و دیانت و تقویٰ پیراستہ و امت بخلاف نص محمد علیہ السلام  
 بر علی ظلم جائز و اشتہار و خلافت کہ حق و سے بود با و نگذاشتند  
 اکنون نصرت و معاونت آنحضرت بر جہانیاں واجب و لازم  
 است و اتبارۃ اقوال و افعال او ذمت عالمیان اصرے متحمم  
 و بسیارے از مردم مصر کہ با ست ابن سبا را در غلطی جا داده پائے  
 از واترۃ مطالعت و مطاوعت عثمان بیرون نہادند۔

(روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۹۲)

ترجمہ: جب عبداللہ (ابن سبا) نے معلوم کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین  
 (اعلاء) مصر میں بہت زیادہ ہیں تو یہ مصر پہنچا اور اہل مصر کو لاف زنی سے  
 اپنے علم و تقویٰ پر فریفتہ کر لیا اور اپنے اثر و رسوخ سے عقیدہ رجعت کا  
 اظہار کیا کہ جب عیسیٰ بنی حضرت عیسیٰ کے دوبارہ تشریف فرما ہونے کا یقین  
 رکھتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 نے آپ سے سچتہ وعدہ فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقَدَانَ لَرَأدُكَ إِلَى مَعَادٍ  
 پس سفہائے مصر نے ابن سبا کے اس عقیدہ پر یقین کیا (۲) بعد  
 ازان ابن سبا نے دوسرا عقیدہ یوں ایجا کیا کہ۔  
 ”چونکہ ہر پیغمبر کا خلیفہ اور وصی ہوتا ہے بنا بریں رسول اللہ صلی



اللہ علیہ وسلم کے اصل خلیفہ اور وصی حضرت علیؑ ہیں جو زہد و تقویٰ سے  
 اور علم و فتوے سے آراستہ اور شجاعت و امانت و دیانت و غیر  
 فضائل و فضائل سے خوب پیرا ستہ ہیں مگر امت نے خلافت  
 انصوص ظلماً آپ کو خلافت سے محروم کر دیا۔ لہذا اب فرض اور وقت  
 ہے کہ حضرت علیؑ کی ہر ممکن طریق سے مدد کر کے ان کو خلیفہ بنایا  
 جائے۔

چنانچہ ابن سبا کی اس پُر فریب چال میں مصر کے بہت سے لوگ تیس  
 آگئے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کر دی۔

**دوسری شہادت** " ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ

ابن سبا کان یهودیاً فاسلم و والی علیاً علیہ  
 السلام و کان یقول و هو علی یهودیة فی یوشع بن  
 نون و وصی موسیٰ بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفات  
 رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم فی علی علیہ السلام مثل  
 ذالک و کان اول من اشهد بالقول بقدر من امامة  
 علی و اظهر البداءة من اعدائہ و کاشف مخالفہ  
 و اکفرہ۔ فمن ہنا قال من خالف الشیعة اہل  
 التشیع و الرفض ما خوذ من الیہودیة (رجال کثی)

ترجمہ: بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن سبا دیوشع بن نون کے مذہب  
 کا، یہودی تھا۔ پس جب یہ مسلمان ہوا تو اس نے اپنے آبائی مذہب کے  
 عقیدہ کہ یوشع بن نون موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں، کے پیش نظر لوگوں  
 کو گمراہ کیا کہ :-



”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حقیقی خلیفہ اور وصی ہیں۔“

چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی کی خلافت کے فرض ہونے کو شہرت  
اسی نے دی ہے اور اپنے اس عقیدہ کے مخالفین کو کافر قرار دیا ہے۔  
یہی وجہ ہے کہ شیعہ کے مخالفین شیعہ کو یہودیت سے ماخوذ  
مانتے ہیں۔

**تیسری شہادت** ”عبد اللہ بن سبا دکان من اظہر

الطعن علی ابی بکر وعمر وعثمان والصحابۃ وبقدر  
منہم وقال ان علیا علیہ السلام اہم من ذالک  
فاخذہ علی فسالہ عن قولہ هذا فاقبذہ فامر  
بقتلہ فصاح الناس الیہ یا امیر المؤمنین  
اتقتل رجلا یدعو الی حبکم اهل بیتکم و اولی  
ولایتک والبراءۃ من اعدائک فحیدرہ الی الدائن  
وحکی جماعۃ اهل العلم من اصحاب علی علیہ  
السلام ان عبد اللہ بن سبا کان یہودی فاسلم  
و والی علیہ السلام دکان ليقول وھو علی یھودیۃ  
فی یوشع بن نون بعد موسی علیہ السلام بھذہ  
المقالۃ فقال فی السلامۃ بعد وفات النبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ فی علی علیہ السلام و اظہر البراءۃ  
من اعدائہ و کاشف مخالفیہ فمن ہناک قال  
من خالف الشیعۃ ان اصل الرفض ماخوذ عن

المیہودیہ (فدق الشیعہ لابی محمد المدنی بن موسیٰ الذہبی)  
 من اعلام القرون الثالث المجدیة ص ۱۰۰ بیچ لکھتا ہے  
 ترجمہ: عبد اللہ بن سبا ہی پہلا وہ شخص ہے جس نے ابی بکرؓ کو  
 اور دیگر صحابہ کے خلاف طعن و تشنیع اور مذمت و برائی کا سلسلہ شروع کیا  
 اس تمام یادہ گوئی کو حضرت علیؓ علیہ السلام کے نام سے موسوم و منسوب کیا  
 پس جب کہ حضرت علیؓ کو اس کی اس غلط گوئی کا علم ہوا تو آپؓ نے اسے  
 حکماً طلب کیا اور اس یادہ گوئی کی اصلیت بیان کرنے کو فرمایا کہ ابن سبا  
 اقتدار کیا کر رہا ہے۔

”واقعہ میں نے آپ پر یہ اقتدار کیا ہے۔“  
 اس پر حضرت علیؓ علیہ السلام نے اس کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا  
 یہ معاملہ دیکھ کر شیخان علیؓ نے شور برپا کیا کہ اے امیر المومنین! آپؓ  
 شخص کو کیوں قتل کرتے ہیں جو آپؓ کی اور اہل بیتؑ کی محبت کا علمبردار ہے  
 آپؓ کی ولایت و خلافت کو برحق مانتا اور آپؓ کے دشمنوں کی برائی  
 سب سے زیادہ پیش پیش ہے۔

پس اس شور و غوغا سے مستانہ حضرت علیؓ نے ابن سبا کو مارتے ہوئے  
 طرف نکل جانے کا حکم دیا۔

حضرت علیؓ کی اہل علم جماعت و صحابہ سے مروی ہے کہ :-  
 ”ابن سبا یوشع بن نون کے مذہب و طریق کا یہودی تھا۔ یہی  
 وجہ ہے کہ اس نے اپنے آبائی مذہب و عقیدہ کے پیش نظر  
 حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و نیابت کا  
 صحیح حقدار مشہور کیا اور اس نے علیؓ کی خلافت کے فرض ہونے

پار شروع کیا اور اپنے اس عقیدہ کے مخالفین کو دشمن

بیت و کافر وغیرہ قرار دیا۔

مگر وجہ ہے کہ مخالفین مذہب شیعہ رافضی مذہب کو یہودیت  
و غیرہ مانتے ہیں۔

## اہل کوفہ پر روافض کا رنگ

تاریخی حقیقت ہے کہ روافض کا منحوس وجود کوئی آب و گل کے خمیر  
ہے اور اس کو جھٹلایا بھی نہیں جاسکتا کہ حنفی مذہب کا منبع بھی عراق  
میں ہے جس سے یہ سمجھ لینا بالکل آسان ہے کہ حنفی عوام روافض کے اعمال  
پسند سے ضرور متاثر ہوتے ہوں گے۔

والہذا صرف یہی بلکہ تاریخی شواہد اس امر کا ثبوت ہیں کہ روافض کے عقاید  
کی متاثر اہل علم اہل سنت و اجماعت اہل کوفہ کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک  
تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ترک افضل سمجھتا ہوا اپنے کو علوی کہلا نے لگا اور جو لوگ ان کے ہم عقیدہ  
تھے بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل جانتے تھے۔ یہ  
لوہی کہلا نے لگے۔

حتیٰ کہ علوی و عثمانی نسبتیں موجب فخر ٹھہریں چنانچہ صحیح البخاری  
میں ایچماہ و السیر کی ایک روایت میں یوں ہے :-

عن عبد الرحمن وكان عثمانيا فقال لا بن عطية  
وكان علويا (صحیح البخاری باب اذا اضطر الرجل الى ان ينظر في شعور اهل الذمة)

ترجمہ: عبدالرحمن سلمیٰ نے جو عثمانی تھے انہوں نے ابن عطیہ تلوسی سے کہا  
ما نفا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان امتیاز می نسبتوں کی تشریح فرماتے ہوئے  
رقیطران ہیں :-

۱۲۲

و هو مشہور بمجماعة الكوفة (فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷)

مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فیض الباری شرح صحیح

بخاری میں بھی لکھا ہے کہ :-

”یہ دونوں نسبتیں ایک مدت تک فخریہ جاری رہیں اور پھر امتداد  
زمانہ سے غرور و بخود مفقود ہو گئیں“

**یہ شہادت** اس امر کا بین ثبوت ہے کہ کوفہ و عراق کے اہل علم  
اہل سنت و اجماعت جب روافض کے عقیدہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے  
تو عوام جہلا کا روافض کے اعمال و عقاید سے متاثر ہونا یقینی ہے۔  
**فقہ حنفی** مذکورہ حقائق سے قطع نظر خود فقہ حنفی اس امر کا ثبوت ہے کہ  
تاخرین فقہاء کی بے اعتیاطی سے روافض کے کئی ایک مسائل اس میں داخل  
ہو چکے ہیں۔

مسائل کی فہرست اور کتب روافض سے ثبوت پیش کرنے کی بجائے  
ہم اس کے متعلق دو ہندوستانی علماء احناف کی شہادتیں پیش کرنے پر  
اکتفا کرتے ہیں۔

سید دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں نے اپنے رسالہ ”ہدایت الغوی  
بارشاد علی“ میں مذکورہ حقیقت کو جس وضاحت سے بیان کیا ہے، بطور نمونہ  
ملاحظہ فرمائیں :-

”۱، ابو جعفر خزاعی جو امام ابو حنیفہ نام سے ہے، قرآن مجید کے

نام سے قرآن کے متعلق قرأت موضوعہ کی اور زیادتی کے ساتھ  
مخالف قرآن موجودہ کے ایک کتاب جمع کر دی ہے۔  
(ہدایت الغوی بارشاد علی ص ۱۹)

(۲) بلا شک یہ ابو حنیفہ بھی ابو حنیفۃ النعمان بن منصور رافضی ہے  
نہ امام ابو حنیفہ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ، (حوالہ مذکور)  
مولانا محمد عبدالحی لکھنوی جن کو اعلیٰ حضرت بریلویہ اپنی مصنفات میں بطور  
دلیل پیش کرتے ہیں، مذکورہ حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اپنے رسالہ  
میں رقمطراز ہیں :-

و کم من حنفی حنفی فرعاً مرجحاً وزیدی  
اصلاً وبالجملة فالحنفية لها فروع باعتبار  
الاختلاف العقيدة فمنهم الشيعة ومنهم المعتزلة  
ومنهم المرجعية (الرفع والتكبير) مطبوعه الوار محمدی  
لکھنؤ ۱۳۱۵ء ملحقہ مینان الاعتدال)

ترجمہ: اور کتنے حنفی فروعات میں حنفی اور اصل میں زیدی شیعہ یا مرجحی  
ماصل کلام یہ کہ حنفیہ کی باعتبار اختلاف عقیدہ کئی شاخیں ہیں پس ان میں شیعہ  
بھی ہیں اور معتزلی اور مرجحی بھی۔  
اس پر مزید شواہد بھی گنوائے جاسکتے ہیں مگر یہاں صرف اشارہ ہی مقصود  
ہے کہ :-

حنفی عوام کا روافض کے عقائد و اعمال سے متاثر ہونا کوئی تعجب  
غیر بات نہیں :-

اندر بیان گرچہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مرہی بات

**حقیقت کا خلاصہ** | ممکن ہے کہ مضمون کی طوالت طبع گرامی پر گراں گزر

رہی ہو مگر ذہن نشین رکھنے کی غرض سے بطور خلاصہ ضرور ملاحظہ فرماتے چلیے۔

- ۱۔ روافض کی اصلیت کیا ہے ؟
- ۲۔ یہ اسلام دشمن گروہ کس مکارہی سے عالم اسلام پر مسلط ہوا ؟
- ۳۔ اس گروہ نے اپنی اسلام دشمنی کے کس طرح مظاہرے کئے ؟
- ۴۔ کتاب و سنت کی تعلیم سے ناواقف مسلمان روافض کے مصنوعی دعوے

محبت اہل بیت سے کس طرح متاثر ہوئے ؟

- ۵۔ علمائے سوریہ اور جاہل مشائخ نے اپنے ذریعہ معاش کو مستحکم بنانے

کی غرض سے روافض کے عقائد باطلہ کو اسلامی لباس میں ملبوس کر کے

قبوریتین کا مذہب کس طرح ایجاد کیا ؟

میرے ہمراہ اک منزل پلٹ چلنا گوارا کر

نزاع کفر و ایمان کے نسبت سچ کا نظارہ کر

**تحریک کا آغاز** | روافض کی معتبر کتب سے گزر چکا کہ ابن سبا ضعافی

یہودی نے اپنی اسلام دشمنی کے نتیجے میں مسلمانوں کو اصل شاہراہ اسلام سے گمراہ کرنے اور ان میں دائمی عداوت برپا کرنے کی غرض سے محبت اہل بیت کے خوشنمائل سے مسلم نہا یہود کی جو تحریک شیعیان علی کے نام سے چلائی۔ اگرچہ اس کی یہ تحریک عراقی و ایرانی وغیرہ نو مسلموں کے لئے اپنی جگہ نہایت ہی دلچسپ تھی مگر فتنہ خوار ج نے جو شیعیان علی ہی کا بگڑا ہوا گروہ تھا، کی اسلام دشمنی نے ابن سبا کی تحریک کو کامیاب بنانے میں سونے پر سودا گہ کا کام دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حبیب ابن سبا کی اسلام دشمنی کا راز کھلا

تو آپ نے اس کو طلب کیا۔ اس مردود نے اپنی مکاری کا اعتراف کیا۔  
اس پر جناب علیؑ نے اس مردود کو قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔  
مگر روافض یعنی شیعیان علیؑ آڑ سے آئے اور انہوں نے حضرت علیؑ کو  
ابن سبا کے قتل سے یہ کہہ کر روک دیا کہ :-

”یہ آپ کا خیر خواہ، اہل بیت کا شہیدائی اور ہمارا سرگروہ ہے۔“  
بنابریں اسے معاف کر دیا جائے پس ابن سبا بال بال بچ گیا۔  
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مردود کو مزید موقع مل گیا کہ اپنی اسلام دشمنی  
دستے کار لائے۔

**شہرِ کرب تکثیر ہو گئی** | ابن سبا کی تحریک تیزی سے پھیل رہی تھی کہ حضرت  
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا حادثہ پیش آگیا۔

اگرچہ سیاسی اعتبار سے ابن سبا کی تحریک کا حضرت علیؑ کی شہادت  
سے خاتمہ ہو گیا مگر اعتقادی و مذہبی حیثیت سے اس تحریک کو بہت تقویت پہنچی  
کہ بلا کے ہولناک حادثہ سے روافض اندر ہی اندر متلاشی تھے کہ ایک  
جگہ جمع ہو کر میدان سیاست کو شعلہ زار بنائیں۔

چنانچہ مختار ثقفی مکار آگے بڑھا جس نے شہداء کربلا کا انتقام لینے کا  
نعرہ بلند کیا۔ روافض کا گروہ اس کے گرد جمع ہوا اور کافی خون خرابہ کے  
بعد وہ کوفہ و نواح کوفہ کا حکمران ہو گیا۔

اس ظالم نے ابن سبا کی اسلام دشمنی کا ریکارڈ بھی توڑ کے رکھ دیا  
یعنی روافض کی تحریک جو ذہنی طور پر یہودیانہ توہمات کا نمونہ تھی۔ مختار  
نے اسے قبرِ رستی کا عملی نمونہ بنا دیا۔

**روافض یہود کا نمونہ ہو گئے** | مختار نے دیکھا کہ روافض کا گروہ جیسا

شہیدائی ہو چکا ہے تو اس نے اپنی اسلام دشمنی کے مظاہرے شروع کر دیئے جس کی ابتداء اس مردود..... نے یوں کی کہ :-

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس کرسی پر اکثر تشریف فرما ہوا کرتے تھے جو ان کے بھانجے حضرت جعد بن امہانی بنت ابو طالب کے پاس تھی (اس شیطان نے وہ کرسی حضرت جعد سے طلب کی۔“

جعد چونکہ اسے بطور یادگار محفوظ کئے ہوئے تھے۔ لہذا انہوں نے وہ کرسی تو نہ دی مگر اس کی شرارت سے محفوظ رہنے کی غرض سے ایک دوسرا کرسی مختار کے پیش کر دی۔

اس مردود نے وضو کیا اور اس کرسی کو سامنے رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو تعظیماً بوسہ دیا اور اپنے کی تمام ساتھیوں کو بوسہ دینے کا حکم دیا۔ پس اس کے تمام حاشیہ بردار روافض نے تعظیماً کرسی کو بوسہ دیا۔

چنانچہ روافض آج بھی مختار کی سنت پر عمل کرتے دیکھے جا رہے ہیں۔ یعنی ٹھیکرہ، انگوٹھی، رومال وغیرہ سامنے رکھ کر نماز پڑھتے اور بعد نماز آنکھوں پر رکھتے اور چومتے بھی ہیں۔

**تاہوت سکینہ** | مختار نے ایک نہایت بیش قیمت مرصع صندوق منگایا۔ اس کرسی کو اس میں بند کر کے چاندی کی زنجیر و قفل سے مقفل کر کے کوفہ کی جامع مسجد میں رکھوا دیا اور اس پر فوجیوں کا پہرہ مقرر کر کے یہ حکم جاری کر دیا کہ :-

”ہر ایک نمازی بعد نماز اس صندوق کو بوسہ دیا کرے۔ کیوں کہ



ہمارے لئے یہ ویسے ہی تابوت سکینہ ہے جیسا کہ بنی اسرائیل  
کے لئے تابوت سکینہ تھا۔ پس ہماری کامرانی کا راز اسی میں

مفسر ہے۔  
ہمارے کہ بلا کے مزارات | مختار نے صرف کسی اور تابوت سکینہ کے  
سے وغیرہ پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ نجف اشرف میں حضرت علی کی جو فرضی قبر ہے اُس کو  
رہنما ہے کہ بلا کے مزارات کو سچتہ بنوا کر اُن پر مزمین عمارتیں کھڑی کر دیں۔  
مزارات پر غلاف اور چراغاں کا انتظام کیا، مسافر خانے بنوائے، نیاز والیصال  
کے نام پر لنگر جاری کر دے اور روافض کو ان کی زیارت اور تعظیم میں  
رہ و سجدہ وغیرہ کا حکم دیا۔

یا علیؑ اور یا حسینؑ کے نعروں رائج کر کے ان کو ہر درد کی دوا، اور ہر مرض  
کی شفا اور ہر مشکل و مصیبت کو دور کرنے کا ذریعہ مشہور کر دیا۔ چنانچہ رافضی  
نہ گروہ یہود کی طرح قبر پرستی کا عملی بندہ بن گئے۔

غرضیکہ مروجہ تعظیم بزرگان اور ایصالِ ثواب وغیرہ رسومات کا اصل موجب مختار  
یا تقی ہے۔ حضرت حسینؑ کے فضائل و مناقب اور ان کی شہادت سے متاثر  
نہ جاہل سنی مسلمان بھی ان توحیات میں مبتلا ہو گئے اور کہ بلا کی زیارت کا جذبہ  
پیدا ہوتا گیا اور شہداء کی قبور بالخصوص حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
مزار تو مشرکانہ اعتبار سے بت پرستی کی انتہا پر پہنچنے لگا۔ نہ صرف یہی  
بلکہ روافض کی سیاسی سازشوں کا مخصوص سیاسی مرکز بن گیا۔

بد کرداری کی انتہا اور قتل | اپنی شامت اعمال کے نتیجہ میں مختار نے  
تبدیلیج اپنی پارہ پائی سے الہام اور وحی کا دعوئے کیا، پھر اپنی نبوت  
کی بیعت لینے لگا۔

پس اس کی نبوت اور بد اعمالیوں کو ختم کرنے کی غرض سے حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ کے داماد حضرت مصعب بن زبیرؓ نے جو کہ حضرت  
 عبداللہ بن زبیرؓ (خلیفہ) رضی اللہ عنہم کے بھائی تھے، مختار پر لشکر  
 کشی کر کے ۳۶ھ ہجری میں اسے جہنم رسید کیا۔

مختار نے شہداء کربلا کی پرستش وغیرہ کو چونکہ عام فروغ دیا تھا  
 اور وہ روز افزوں ترقی پذیر تھی۔ لہذا متوکل علی اللہ عباسی خلیفہ نے  
 اپنے عہد میں شرعی و سیاسی اعتبار سے اسلام و مسلمانوں کے لئے  
 خطرناک محسوس کرتے ہوئے ۲۳۶ھ میں کربلا کی طرف سفر کو منع  
 قرار دے کر مزار کی ملحقہ عمارتیں یعنی مسافر خانہ اور لنگر وغیرہ کو مسکات  
 کر دیا (تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۳۲ مطبوعہ صدیقی لاہور)

**مختصراً** یہ کہ رافضی مذہب کی تحریک اگرچہ ابن سبائے شروع  
 کی تھی مگر اس تحریک میں مشرکانہ توہمات و رسومات (قبور کی سختی و تعظیم وغیرہ)  
 کہ اس کے جانشین مختار ثقفی نے فروغ دیا۔

**زنجیوں کا رافضی** مختار کے بعد رافضی کی تحریک مذہبی حیثیت میں  
 جاری رہی۔ حتیٰ کہ زنجیوں نے (جو کہ رافضی تھے) خروج کیا اور  
 بصرہ وغیرہ کے قرب و جوار میں قتل عام شروع کیا۔ یوں کو باگ  
 لگائی، حتیٰ کہ ۲۵۶ھ سے ۲۶۰ھ تک جنگ رہی اور بقول مؤرخ  
 صولی ایک کروڑ پچاس ہزار آدمی قتل ہوئے اور صرف شہر بصرہ  
 میں ایک ہی روز میں تیس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔  
 زنجیوں کے سپہ سالار بہبود نے بر سر ممبر حضرت عثمان، طلحہ  
 زبیر، عمارتہ، معاویہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیں۔

پس اس کی شامت اعمال نے اسے دعوتِ نبوت پر آمادہ  
 کیا اور نبوت کا ذبہ کا یہ مدعی بھی ۲۸۰ھ میں جہنم رسید ہو گیا (صفحہ ۲۴۲)  
**قراصلہ کا خروج اور مظالم** اقرامطی بھی رافضی تھا۔ بحرین میں  
 ۲۸۶ھ میں خروج کیا، آہستہ آہستہ اس گروہ کی بحرین، عراق  
 اور عرب پر بھی حکومت ہو گئی۔

یہ اس درجہ اسلام دشمن تھے کہ ۳۱۲ھ میں حاجیوں کے  
 قافلے برہمی طرح لوٹے اور ان کو تر تیغ کر دیا تھے کہ ۳۱۳ھ میں کسی  
 نے بھی حج نہیں کیا۔

پھر ۳۱۸ھ میں عین ایام حج میں مکہ معظمہ پر حملہ کر کے حاجیوں  
 کا قتل عام کیا، چاہہ زمرہ کو لاشوں سے پاٹ دیا اور حجر اسود کو گرزوں سے  
 توڑ کر دیوار بیت اللہ سے نکالا اور بحرین اپنے ہمراہ لے گیا اور تین  
 برس تک حجر اسود ان ہی کے قبضہ میں رہا۔

۳۲۶ھ میں فی شتر حاجیوں سے پانچ دینار ٹیکس یا محصول  
 وصول کرنے کی شرط پر حج کی اجازت دی (حج ٹیکس کی ابتداء  
 قراصلہ سے ہوئی) (ملخصاً تا صفحہ ۲۴۲)

**شام و مصر میں** ۳۵۶ھ میں شام و مصر میں عبید بن جراح کے رافضی  
 برسر اقتدار آئے اور ۳۶۰ھ میں دمشق کے اندر بھی شیعہ حکومت قائم ہوئی  
 ۳۹۳ھ میں مصر کی رافضی حکومت کے گورنر نے دمشق کے ایک سنی  
 امیر کو گدھے پر سوار کرنے کے تمام شہر میں پھرایا جس کے ساتھ مناد یہ بکواس کر رہا تھا کہ  
 یہ ہے اس شخص کی سزا جو ابو بکر و عمرؓ سے محبت رکھے  
 اور بالآخر اسے شہید کر دیا۔

۳۹۵ء میں خود عبید بن جراح نے بہت سے سنی علماء کو تیغ کیا اور  
مسجدوں کے دروازوں اور شارع عام پر کتبے آویزاں کئے :-  
جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو نام بنام گالیاں دی گئیں اور اپنے رافضی  
عمال کو حکم دیا کہ صحابہ کو گالیاں دی جائیں :-

مقصود وہ تھا کہ آفریقہ، مصر، شام، حجاز، یمن، عراق اور بحرین  
میں رافضی راج قائم ہو گیا اور ہندوستان میں ملتان، قراچی رافضیوں  
کی نشر و اشاعت کا مرکز مٹھرا (تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۲۵۵)

ولیمیوں کا اقتدار عباسی حکومت مختلف سازشی اور حملہ آور گروہوں  
کی وجہ سے زوال پذیر ہو کر رہ گئی چنانچہ ۳۲۳ھ میں ولیموں نے حکومت  
وہے کر اقتدار حاصل کر لیا۔

چونکہ معزالدولہ ولیمی رافضی تھا۔ بنابرین اس نے عباسی خلیفہ متقی اللہ  
کو معزول کر کے اس کی دونوں آنکھیں نہایت بے رحمی سے نکلوا دیں اور  
ارادہ یہ کیا کہ بنو فاطمہ سے کسی شخص کو خلیفہ مقرر کر کے عباسی خلافت کو رافضی  
خلافت سے بدل دیا جائے مگر اس کی پارٹی کے برسر اقتدار رافضیوں  
نے اسے اس ارادہ سے یہ کہہ کر روک دیا کہ :-

تیسرا وقت ختم ہو جائے گا :-

چنانچہ مشیروں کا مشورہ تسلیم کر کے اس نے مستکفی باللہ عباسی کو  
خلیفہ مقرر کر دیا اور مستکفی باللہ نے از روئے خوشامد معزالدولہ کو امیر الامراء کا  
منصب وار بنا دیا جس کا انجام یہ ہوا کہ معزالدولہ نے حکومت کی باگ ڈور  
خود سنبھال لی اور اپنے ہی نام کا سکہ جاری کر دیا۔

خلیفہ کو پانچ ہزار دینار روزانہ کا وظیفہ دے کر معطل بنا دیا۔ چند ہی بعد

یاب کہ معز الدولہ کو مستحکمی باللہ سے بھی بدگمانی ہوئی تو اسے گرفتار کر کے اس کی آنکھیں بھی نکلوا دیں اور المیطع اللہ عباسی کو اس کی جگہ خلیفہ مقرر کر دیا اور ایک سو دینار روزانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

جب کہ معز الدولہ نے اس ترکیب سے اپنا رعب جمایا تو اسے روافض کا پارٹ ادا کرنے میں کوئی حجاب باقی نہ رہا۔

چنانچہ ۳۵۱ھ میں اس کے اشارہ پر بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر رافضیوں نے یہ لکھوا دیا **لنقل کفر کفر نہ باشد** :-

۱۔ معاویہؓ پر لعنت۔

۲۔ پھر اس پر لعنت جس نے حضرت فاطمہؓ کا جائز حق باغ فدک، ظلماً غصب کیا۔

۳۔ اس پر بھی لعنت جس نے حضرت حسنؓ کو اپنے نانا جی کے پڑوسی میں دفن ہونے سے روک دیا۔

۴۔ اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذرؓ کو مدینہ سے نکال دیا۔

اس پر بغداد میں رینج و غصہ کی لہر دیکھی تو راتوں رات مذکورہ عبارتیں مٹا دی گئیں اور پھر معز الدولہ نے حکماً یہ لکھوا یا :-

معاویہؓ پر لعنت اور پھر ان لوگوں پر لعنت جنہوں نے اہل بیتؑ پر ظلم کیا۔

**تعمیر کی ابتداء** | ۳۵۲ھ میں عاشورہ (محرم) کے دن معز الدولہ نے

تمام کاروبار بند کر دیا۔ تانبائیوں اور باورچیوں کو کھانا پکانے سے حکماً روک دیا۔

عمورہ میں ہاتھی لباس پہنے، سر کے بال کھولے روتی پیٹیں اور حسین

کا ماتم کرتی ہوئی بصورت جلوس بازاروں میں نکلیں۔ سُنی بے چارے دم بخود رہ گئے۔

**عید غدیر خم** | اسی سال ۳۵۲ھ میں ذی الحجہ کو معز الدولہ کے حکم سے عید غدیر خم بڑھی دھوم دھام سے منائی گئی اور خوب ڈھول بجائے گئے۔  
(تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۹۸)

**۳۵۳ھ** | عاشورہ محرم کو معز الدولہ نے دوبارہ ماتمی جلوس نکالنے کا حکم دیا اور سُنیوں کو شرکت پر مجبور کیا۔

عوام تو شامل ہوتے مگر غیور و متدین سُنی اس کو برواشت نہ کر سکے بنا بریں بہت بڑا خون فی ہنگامہ ہوا۔ اس کے بعد رافضیوں نے اس ماتمی جلوس کو مقدس نہ بھی رسم اور کارِ ثواب کی حیثیت سے ہر سال منانا شروع کیا۔ بغداد و عراق کے علاوہ دوسرے ممالک بھی اس سے کم و بیش متاثر ہوئے۔

**سُنیوں پر اثر** | ذکر ہو چکا کہ کوفہ کے اہل علم اہل سنت بھی روافض کے غلو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تو بے چارے عوام کالا نعام اور دین سے غیر مانوس امراء اور فوجیوں وغیرہ لازمین کار و افاض کے اعمال و عقائد سے متاثر ہونا امر لازم تھا۔

**علما سوری رال پکی** | شکم پرور کاہل ملاؤں اور مشائخ زادوں نے سُنی عوام اور سرمایہ دار ملازمین کو روافض کے اعمال و عقائد سے متاثر پایا تو اس اسلام دشمن گروہ نے اپنے ذریعہ معاش کو فروغ دینے اور مستحکم کرنے کی غرض سے رافضی عقائد و اعمال کو اہل سنت کے سانچہ میں عوام کے روبرو اپنے سُنی بزرگان دین کی تعظیم اور ایصالِ ثواب کے نام سے پیش کر دیا۔

جو ان کے لئے آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام کا مصداق ثابت ہوا۔  
یہ طریقہ ان کا ذریعہ معاش ہو گیا۔

عوام روافض کی تقلید میں ان (روافض) کی پاڑی میں شامل ہونے سے  
رک گئے۔

کر بلا کے مزارات کی نقل میں سنی صلیح کی قبریں پختہ بنوانے اور ان پر  
غلاف، عالیشان عمارتیں تعمیر کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔

سالانہ ماتمی جلوس کی نقل میں عرس، نیاز حسین وغیرہ خیارات اور ان کا تعظیم  
کی بجائے ایصالِ ثواب، ختم اور عام ننگہ کار واج ہوا۔

یا علی، یا حسین کے نعشے کی جگہ یا محمد، یا رسول اللہ، یا شیخ عبد القادر  
جیلانی شیعہ اللہ اور دیگر صلیح کے نام کے مشرکانہ وظیفے رواج پذیر  
ہوئے۔

یا علی مد و کی نقل میں سنی صلیح سے استغاثہ شروع ہوا اور ان کے  
خوشنودی مزاج کے لئے ان کے نام کی نذر و منت کا سلسلہ شروع ہوا۔  
دیگر ممالک سے قطع نظر صرف ہندوستان میں روافض کی تقلید و  
نقل میں سنی قبور پر ان کے مذہب کی ترویج جن وجوہات کی بنا پر ہوئی، درج  
ہے۔

سندھی و ہندھی مسلمان چونکہ ہندو بت پرست اقوام ہیں، سے مشرف  
سلام ہوتے۔ ان کے قلوب ہندو ذہنیت سے متاثر تھے۔ ان کی اکثر برادریاں  
بھی ہندو ہی تھیں۔ شادی و غمی، موت و پیدائش بلکہ ہندوؤں کی قومی و مذہبی  
سموات میں ان کو شرکت کے اکثر مواقع ملیں تھے۔

ہندو سادھوؤں اور مہنتوں وغیرہ کی ٹرھیوں کو پختہ اور نقش و نگار سے

مزین کرنا، ان میں چراغ جلانا، ان پر سالانہ میلے اور اجتماع، پھر سالانہ ایصالِ ثواب کے طور پر شرادھوں کے نام سے کھانے کا عام سلسلہ اور نوانی کے نام پر شربت وغیرہ کا رواج بھی ان کے سامنے تھا۔

ہندو بزرگوں کی مڑھیوں کی تعظیم، جھک کر بوسہ و سجدے کا عام رواج بھی وہ دیکھ رہے تھے۔ استھانوں کے گدی نشین مہنتوں اور برہمنوں کی تعظیم کا سلسلہ کچھ ان سے پوشیدہ نہیں تھا۔

بنابریں جب کہ روافض کے عقائد و اعمال و تعظیم بزرگان اور ایصالِ ثواب کے نام سے، اسلامی لباس میں ان کے سامنے آئے تو انہیں قبور میں۔ اس مذہب کو قبول کرنے میں ذرا بھر بھی جھجک محسوس نہ ہوئی۔

ہندوستان میں، ملتان قرامطی مذہب کا مدت تک مرکز رہا اور یہ سب سے زیادہ قبر پرست اور مشائخ پرست واقع ہوئے ہیں۔ ان کی صحبت و اثر سے سندھ و ملتان میں قبور پرست کے مذہب کو بہت فروغ ہوا۔

چنانچہ سندھ و ملتان کی مشہور گدیاں، خانوادے، بڑے بڑے مزارات خالقاہیں، قبر پرستی، مشائخ پرستی، نقلی حج اور روافض کی بڑی بڑی جاگسیریں یہ سب قرامطہ ہی منحوس یادگار ہیں۔

پیر پکاڑو کی پرستش کا یہ عالم کہ سندھ کے اشتہار می ڈاکو اور قاتل رحیم حر کو گرفتار کر کے مقدمات کی بنا پر جیب پھانسی کا حکم سنایا گیا اور وہ پھانسی کے تختہ پر کھڑا ہوا تو اخبارات نے اس کا آخری کلمہ اور نعرہ یوں نقل کیا ہے: ”اے پیر پکاڑو مدد کر۔“

**مغلیہ خاندان** کا پہلا بڑا رہبر، رافضی تھا۔ ہندوستان میں رافضی کو فروغ دینے میں اس نے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔



ال چنانچہ تعزیر و ذوالجناح کے جلوس و ماتم وغیرہ کی ترویج تیمور ہی کی نسبت نامور ہے۔ غرضیکہ سنی مسلمانوں میں قبر پرستی کے رواج دینے میں تیمور خاص حصہ ہے۔

حیدر آباد دکن میں روافض کا خوب زور و شور رہا ہے جتنے کہ خاندان کا اصفیہ رافضی چلا آیا ہے۔ چنانچہ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک جو نواب حکمران رہا اس کا رافضی ہونا محتاج تعارف نہیں۔

بمغل سلاطین تیمور کے بعد آنے والے مغل سلاطین اگرچہ تیموری قماش کے نہ تھے، مگر ان کی اکثر بیگمات سے کچھ تو ایران کے رافضیوں کی بیٹیاں اور کچھ ہندو نادیاں تھیں۔

چنانچہ منطیہ خاندان کی حکومت کے کل پُرزے ان ہی بیگمات کے اقربا رشتہ دار تھے، یا پھر نام کے مسلمان اور کردار کے ملحد۔ لہذا بمصدق:

الناس غلی دین ملو کلمہ

عامۃ المسلمین، روافض و ہندو اذ رسومات سے متاثر ہوتے بغیر نہ رہ سکے اور قبر پرستی کا شکار ہو گئے۔

عوام تو کیا مشائخ و علما کا بادشاہ کو روزانہ تعظیماً سجدہ کرنا ایک خاص و باری رسم تھی۔ بنا بریں صلحا کی قبروں کی تعظیم کے لئے و باری سجدہ بھی خصوصیت سے مود ہوا۔

اکبر کی لاندہ بیت ہو راج وغیرہ کی پرستش اور داراشکوہ کا ملا جلادین و مذہب کہ :-

”قرآن مجید اور اپ نشدہ (وید) یا اسلام اور ویدک و ہم ایک ہی ہیں“

کی شہرت بھی قبور میں کے مذہب کی ترویج کا خاص سبب ہوئی۔

## خلاصہ کلام | ہندوستان میں قبر پرستی، مشائخ پرستی کا سلسلہ اگرچہ

ذہنیت کا نتیجہ ہے مگر اسلامی لباس میں اس کی ترویج روافض کی نقل جس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جو اسلامی فقہ اشاعت پذیر ہوئی، اس کا اور قبور میں کے مذہب کا منبع و صدر و فتر عراق ہے

چنانچہ عہد ہماضرہ میں بریلووی حنفی فرقہ جو اہل سنت کا واحد اجارہ دار ہے، روافض کی تقلید، ہندوانہ توہمات سے متاثر مدت مدید سے چلا رہا تھا مگر کتابی صورت میں اس مذہب کے توہمات کے دلائل وغیرہ کا تذکرہ تک بھی نہیں تھا۔

جس دوست کو ہمارے اس بیان میں شک و شبہ ہو وہ آج سے اڑھائی سو سال پہلے کی ہندوستانی علمائے اسلام کی تصنیفات کو بنظر غائر ایک بار نہیں بلکہ مکرر سے کر رہا خوب گھنگال کر دیکھے، اگر وہ فطری طور پر کچھ فہم نہیں بلکہ متلاشی حق واقع ہوا ہے تو یقیناً وہ ہمارے بیان کی تصدیق پر مجبور ہوگا۔

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے  
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

## قبور میں کے مذہب فرقے | قبر پرست اگرچہ بڑی وسیع برادری ہیں

جن میں اکثر جہلا کالائعام ہیں جو ہر شے دھڑنگے، پاگل سے پاگل مرد و عورت کو قلندر اور مختار کل مان کر ان کے قدموں پر سجدہ کرتے اور ہر گھوڑے سے شاہ، بوہڑ شاہ، گھنگر شاہ، روڈے شاہ، چپ شاہ، چوہے شاہ، فرنی و مصنوعی قبروں کے بھنگی، چرسی، ایون خوز، عیاشی و لیڑے، حرام

ان کا آلہ کار بن کر ہر قبر پر میلہ کی رونق کا موجب اور غنڈے و بدکردار کے مجاوروں و گدھی نشینوں کے سامنے بھی سر بسجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی ایسا جنگل و دیرا نہ ہے اور نہ ہی کوئی ریلوے لائن اور دریا کا کنارہ اور نہ ہی کوئی چھوٹی سے چھوٹی بستی یا گاؤں اور شہر کہ جہاں سے شاہ و کوڈ سے شاہ کی قبر نہ ہو اور پھر اس پر دھوم دھام سے ایسا میلہ دیتا ہو کہ اس کی بد معاشیوں کو دیکھ کر شیطان بھی نادوم نہ ہو، اور ان عام یہ مراکز سے قطع نظر مشاہیر صلحاء کی قبور ہیں کہ ان پر بد معاشی اور شرکیہ رات کی وہ بھرا رہے کہ بنارس والے آباد بلکہ سومات کے مندر پر بھی کا وہم و گمان نہیں ہو سکتا۔

**بیانِ علم** | جو کچھ ذکر ہوا اس کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اسلام سے خبر عوام جہلاء کا کردار اور حرام خور مجاوروں اور عجائش و لٹیرے قسم کے نشینوں اور پیرزادوں کا نتیجہ ہے۔ اہل علم و مذہبی طبقہ کے لوگ مذکورہ مشرکانہ حرکات سے بیزار عوام کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے اور ان الوسع روکتے رہے ہیں۔

**جو دمی و حلوی** | قبورین کے یہ گروہ صرف قبور کے سامنے ہی سجدہ نہیں بلکہ اپنے پیرو مشد کے سامنے بھی سر بسجود اور اس شرک اکبر کو تعظیم بزرگان جانتے ہیں اور قبور پر بڑی دھوم دھام سے سالانہ عرس لاتے ہیں۔

ہمارے گرو و پیش و پنجاب میں اپر محل ضلع لائل پور، فتح پور گوگیر، کھڑی ضلع ساہیوال، کھڑی پٹ متصل پتو کی ضلع لاہور ان کی گدیاں ہیں۔ اشاعت مذہب کی خاطر آفتاب قادری، تحفہ عرفانی وغیرہ ان کی تصنیفات

شائع شدہ ہیں جن میں غالی و وافض اور ہندو مذہب کے توہمات کی کسر  
کرا شاعت کی گئی ہے۔

**بریلومی** اہل بدعت قبور میں کے مذہب و فرقوں میں سے علوی و جہول  
وغیرہ بہ نسبت بریلویہ کے بہت پرانے فرقے ہیں۔ ان کے عقاید و اعمال  
وکر اور ان کا رد و تردید متاخرین کی تصنیفات میں موجود ہے۔

مگر عہد جدید کا بریلومی مذہب بالکل نیا مذہب ہے جو عہد انگریز کی  
ولیسے ہی پیداوار ہے جیسا کہ مرزائیت اور فتنہ انکار حدیث وغیرہ۔ اس  
مذہب کو کتابی صورت میں مدون (جمع) کرنے کی ابتداء خالص صاحب احمد رضا  
بریلومی نے کی ہے۔

چنانچہ خالص صاحب نے "حسام السحرین" میں اس کالیوں اعلان کیا ہے۔  
نہ مانے میں میں ہو اگرچہ سب سے آخر

مگر لاؤں گا وہ جو اگلوں سے ممکن نہ تھا  
خدا سے یہ برگز اچھا نہ جان کہ جمع ہوا ک شخص میں سب جہاں  
(صفحہ ۵۱۱، ۱۱۹ مطبوعہ اہل سنت بریلی)

**اچھروی صاحب** کا مقصد طلب زر ہے۔ بنا بریں نہ یہ وجودی ہیں نہ  
بریلومی۔ ان دونوں میں سے جو بھی بھاری فیس دے دے، انہی کی مجلس  
کو رونق دینے پر مستعد ہیں۔

حافظا گر وصل خواہی، صلح کن با خاص و عام  
با مسلمان اللہ اللہ با بسنواں رام رام؟

اگرچہ مقیاس خفیت کا اکثر حصہ بریلوی لٹریچر ہی سے ماخوذ ہے۔ مگر  
اچھروی صاحب طالب جاہ و زر ہیں۔ لہذا باوجود خالص صاحب کی توصیف

کے پھر بھی عام قبور میں کی خوشنودی مزاج کی بنا پر بریلووی مذہب مخالفت بھی کر گزرتے ہیں۔

چنانچہ بطور نمونہ خالص صاحب کا قول قنادی افریقیہ سے پڑھتے ہیں۔  
حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَا مِنْ مَوْلُودٍ فِي سَرْتِهِ مِنْ تَرَبُّثَةٍ اَلَّتِي خُلِقَ مِنْهَا حَتَّى يَدْفَنَ فِيهَا اَنَا وَالْبُؤْبُكُ وَحَمْرُ خَلْقِنَا مِنْ تَرَبُّثَةٍ وَاحِدَةٍ فِيهَا مَنْدُفُنْ

ترجمہ : ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا۔  
تک کہ (مرنے کے بعد) اسی (مٹی) میں دفن کیا جائے گا اور میں ابوبکر، عمر ایک ہی مٹی سے بنے ہیں۔ اسی میں دفن ہوں گے۔  
(مطبوعہ رضوی پریس ۱۲۳۶ھ ص ۵۵)

**خالص صاحب کی قلم** | اعلان کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیکر، عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے اور جس مٹی سے پیدا ہوئے اسی میں دفن ہوں گے اور بزبان قرآن حکیم جو مٹی سے پیدا ہوا وہ بشر یا آدمی ہے۔

گویا کہ خالص صاحب "بشر" کا ترجمہ "آدمی" سے کرتے ہوئے اعتراف اعلان کر رہے ہیں کہ :-

انبياء عليهم الصلوة والسلام بشر و النسان ہی تھے۔

**چیمرومی صاحب کی مخالفت** | احناف کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہہ کر پکارنا (بشر ماننا) کفر ہے۔ (مقیاس حقیقت طبع اول - طبع ثالث) ۲۲۳

**خلاصہ کلام** | یہ کہ بریلومی مذہب خالص صاحب کی ایجاد ہے جو محض انگریز کے اشارہ پر جاری شدہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بریلومی عقیدہ کے علما و عوام بریلومی رضوی نام سے معروف ہونے کو باعث فخر جانتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ "مَدَاحِ آنحضرت" نامی شائع شدہ رسالہ (جو کہ بریلومی میں مقبول عام ہے) میں خالص صاحب کی نابہ از مدح و ستائش کے علاوہ اعلیٰ حضرت خالص صاحب سے فریاد و استغاثہ بھی کیا گیا ہے۔

بلفظ پڑھیے

میرے مشکل کشا احمد رضا	مشکلیں میری آسان فرمائیے
سب کا ہے مشکل کشا احمد رضا	ایسا ہے میرا مرشد احمد رضا
جو دیا تم نے دیا احمد رضا	کون دیتا ہے؟ کس نے دیا؟
آپ سے ایمان ملا احمد رضا،	بات ہے ایمان کی حق کی قسم!
جو ملا تم سے ملا احمد رضا	دل ملا، آنکھیں ملیں، ایمان ملا

(مداح اعلیٰ حضرت ص ۲۰، ۲۴، ۲۶، ۲۸)

## روافض کے عقائد کا رنگ

روافض کے امتیازی عقائد کو دو نمبروں میں پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اولاً حضرت پیران پر رحمتہ اللہ کی کتاب غینۃ الطالبین سے،

۲۔ پھر ان ہی عقائد کو روافض کی معتبر کتب سے۔

تاکہ مذہبیان اہل السنۃ و الجماعت پر واضح ہو جائے کہ حضرت پیران پر رحمتہ اللہ علیہ ان عقائد کو گمراہ فرقے کے عقائد جانتے ہوئے عامۃ المسلمین

کو خبردار کر رہے ہیں کہ :-

اسلام اور مسلمانوں کو ان عقائد باطلہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عقائد موجب لعنت اور جہنم ہیں۔

۳۔ تیسرے نمبر میں یہ عقائد باطلہ بریلومی لٹریچر اور خود مجدد بریلوی اعلیٰ حضرت سے پیش کئے گئے ہیں۔

تاکہ حق شناس اور شیدائیانِ سنت مصطفیٰ، باسانی فیصلہ کر سکیں کہ روافض کے امتیازی عقائد کو سنی لباس و بھروپ میں پیش کرنے کا پارٹ کسی بیرونی اشارہ سے مسلمانوں کے اندر پھوٹک پیدا کرنے کی غرض ہی سے کیا گیا ہے۔

**خلوص دل** | اے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس سعی اور محنت کو قبول فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور ہمتا نگت کا موجب گردانے، عامۃ المسلمین کو اس سے استفادہ اور صراط المستقیم کی طرف رجوع کی توفیق فرمائے۔

## ۱۔ خدا خود رسول خدا ہو کے آیا،

<p>روافض کے عقائد معتبر کتبِ روافض میں</p>	<p>حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :- و ادعت ایضاً ان علیاً کان الہا (غنیہ) ترجمہ : روافض کا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؑ</p>
<p>عینیۃ الطالبین کی تصدیق کے لئے روافض کی معتبر مستند کتاب اصول کافی سے</p>	<p>خود خدا ہیں۔ تذکرۃ ان جعفر اھوالہ (غنیۃ ص ۲) ترجمہ : روافض کا خیال ہے کہ حضرت جعفر خود خدا ہی ہیں۔</p>

ج۔ ان الله تعالى في خمسة اشخاص النبي و  
اله يعني في النبي واله وهم العباس وعلي و

جعفر وعقيل (غنية ص ۳۳)

ترجمہ: رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم اور ان کی آل یعنی عباس، علی، جعفر اور  
عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم خود ہی خدا ہیں۔

و۔ رافضیوں کا عقیدہ زبانِ زوہامیوں بھی ہے  
خدا کے نور سے ہیں پانچوں تن

نبیؐ، فاطمہؑ، علیؑ اور حسینؑ و حسنؑ  
ہی تو ہیں۔

روافض کا عقیدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے متعلق بریلوی عقیدہ بھی سنتے چلتے۔

۱۔ قائم بریلویہ خالص صاحب فرماتے ہیں کہ:-  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ کے نور ہی سے  
پیدا شدہ ہیں۔

ان کے الفاظ یہ ہیں:-

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور  
اپنے نور سے پیدا فرمایا“ (ملفوظات حصہ اول ص ۳۱)

۲۔ اچھروی صاحب نے مذکورہ قول کو عام فہم بنانے کی غرض سے  
حنفیت میں یوں لکھا ہے:-

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی  
رہیں گے۔ ہاں ہمارے نفع کے واسطے انسانی لباس پہنا کر

صرف ایک ہی حوالہ عرض  
کیا جاتا ہے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

کے نام سے اصول کافی میں

ایک قول یوں مروی ہے:-

”فمن عین اللہ فی خلقہ“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مخلوق

میں ہم اہل بیت خود خدا

ہی تو ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ





۶۔ میم مطلب رمز پچھاتی فی ، احد احمد بک جانی فی  
 وجہ غیری نہ ذات سمانی فی آپے گھر عبد اللہ جمیال فی  
 رجوہ فریدی مصنف غلام فرید بازیدہ ضلع ساہیوال

۸۔ عرب ہوں اسے پر وجہ عین نہیں میرا نام احمد ہے پر وجہ میم نہیں  
 عین نہیں تو رب ہے میم نہیں تو احد ہے (تحفہ عرفانی)

۹۔ مولوی محمد عظیم گھریٹھی ضلع لاہور آفتاب قادری میں لکھتے ہیں :-

نور اپنے عقیقے نور بنی و انظار وجہ لیا  
 احد و اس گیت سنایا تداہدہ رتبہ پایا

احد سے وجہ میم ر لایا لیا برقعہ زروانی

تا پھر نام رکھایا اپنا سلطان یروانی

روافض کا عقیدہ متعلقہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت ، آپ ملاحظہ فرما  
 چکے اور بریلوی عقیدہ بریلوی قادیان کی زبان سے بھی سن چکے ۔

یہود و نصاریٰ کا عقیدہ متعلقہ عزیر مسیح علیہما السلام ، آپ نے قرآن  
 مجید کے الفاظ میں بار بار سنا اور پڑھا ہو گا (هُوَ اللَّهُ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ  
 وَرَدُّهُ ابْنُ اللَّهِ) یعنی انسانی لباس میں یہ خود خدا ہی ہیں ۔ جیسا کہ اچھری  
 صاحب کا اعلان ذکر ہو چکا کہ :-

”انسانی لباس پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا“

جس سے ظاہر ہے کہ روافض و بریلوی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی  
 صورت میں خدا جانتے ہیں ۔ لَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ

اللہم لا تجعلنا منهم ،

# ۲۔ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب کلی ہے

شیخ جیلانی لکھتے ہیں :-

ومن ذلك ان الامام يعلم كل شيء ما كان وما يكون من امر الدنيا والدين حتى عدد الحصى وقطر المطار

ترجمہ : رافضیوں کے عقائد میں ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ کو علم غیب کلی حاصل ہے یعنی جو کچھ ہوا اور آئندہ ہونے والا ہے خواہ امر دین ہو یا دنیا اس سے سب کچھ کا علم ہمارے ائمہ کو ہے حتیٰ کہ ریت و نلکے کے ذرات بارش کے قطروں کی مقدار اور درختوں کے پتوں وغیرہ کی گنتی و تعداد کا بھی ان کو علم ہے۔

[غنية الطالبين]  
[ص ۱۹۹]

۱۔ اصول کافی میں ہے :-

باب ان الائمة عليهم السلام يعلمون ما كان وما يكون

ترجمہ : باب ہے اس بیان میں کہ ائمہ کرام کو ماکان و مایکون کا علم غیب کلی حاصل ہے۔

ب۔ اس باب میں حضرت امام جعفر سے ایک قول اس طرح مروی ہے :-

اني لا أعلم ما في السموات وما في الارض ولا أعلم ما في الجنة ولا أعلم ما في النار ولا أعلم ما كان وما يكون

ترجمہ : تحقیق میں جانتا ہوں ہر اس شے کو جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ بلکہ جنت و دوزخ میں جو کچھ ہے، میں اسے بھی کہا حقہ جانتا ہوں حتیٰ کہ جو کچھ ہوا اور آئندہ ہو رہا ہے، مجھے اسکا پورا پورا علم ہے (اصول کافی ص ۱۹۹)۔

وہمہ چیز احصاء کردہ ایم در امام مبین یعنی لوح محفوظ یا امیر المومنینؑ۔ ترجمہ :- دونوں جہان کی تمام چیزیں لوح محفوظ میں مرقوم اور حضرت علی کے علم میں ہیں

۱۔ اعلیٰ حضرت بریلویہ لکھتے ہیں :-

”حضرت عزت عظمیٰ نے اپنے حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔

شرقی تا مغرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا، ملکوت السموات والارض کا شاہ بنایا اور روز اول سے آخرت تک کا سب ماکان و مایکون انہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔

علم غیب حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر معنی و کبیر، ہر رطب و یابس جو پتہ گرتا ہے، زمین کے اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔

یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا علم نہیں بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا سا حصہ ہے (انبار المصطفیٰ ص ۱۲)

۲۔ مزید لکھتے ہیں :-

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارہ معجزات و اوراک مغیبات کی یہی حالت ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح و سمع و بصر کی طرح باطنی صفات و عطا فرمائی ہیں کہ جب وہ چاہیں خرق عادات فرمائیں۔ چاہیں نہ فرمائیں۔

اولیاء اللہ کو بھی علم غیب ہے | خالصاً جب تو یہاں تک کہتے ہیں کہ انبیاء سے قطع نظر اولیاء اللہ کو بھی علم غیب ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام کے کفّش بردار ہیں معلوم غیب دیتا ہے۔  
(ملفوظات حصہ دوم ص ۲۳)

**دیکھیں** عرض۔ غوث کو مراقبہ سے حالات منکشف ہوتے ہیں ارشاد۔ نہیں بلکہ انہیں ہر حال و مکان و مایکون، یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے  
(ملفوظات حصہ اول ص)

**شریح سے لکھتے ہیں** "ماکان و مایکون تو ان حقائق کا نام ہے جو اول روز سے آخر تک ہوتے اور ہوں گے۔"

(ملفوظات حصہ سوم ص)  
**بھروی کی بھی سنتیں** ہمارا تو عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالمین کا علم غیب کلی حاصل ہے۔  
(طبع اول ص ۱۸۲۔ طبع ثالث ص)

**دیکھیں** لکھتے ہیں :-  
"ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم غیب کلی کے قائل ہیں جس کے اجزاء تمام مخلوقات ہیں۔" (طبع اول ص ۱۸۲۔ طبع ثالث ص)  
**ملاحظہ** یہ کہ بریلویہ کے چھوٹے بڑے سب افراد کا عقیدہ ہے کہ :-  
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کلی ہے۔"

جس کا مطلب یہ ہے کہ درختوں کے ہر پتے کے گرنے، زمین کے ہر ذرہ، بارش کے ہر قطرہ کے گرنے اور ہر ایک دانہ کا جو کہ زمین کے پھیر لپوں میں پڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ اولیاء کو بھی علم ہے۔  
یہی عقیدہ روافض کا ہے۔

چنانچہ ذکر ہو چکا کہ بریلوی عقیدہ کا اصل سرچشمہ یا ماخذ روافض کا عقیدہ ہی ہے۔

کہاں توفیق ہے ان کو رہ سنت پر چلنے کی !  
 قیاس و رائے کے پیچھے یہ اپنے کو لگاتے ہیں  
**حنفی مذہب کا عقیدہ** | روافض و بریلوی عقیدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد  
 اب حنفی مذہب کا اصل عقیدہ بھی سنئے۔

حنفی مذہب کے امام الائمہ، ابن الہمام نے اپنی تصنیف "مسائرۃ (رحلہ)  
 کی شرح ابن کمال نے مسائرہ لکھی ہے جسے قائم ملت بریلویہ اور اچھرویہ  
 خود دلیل و سند مانتے ہوئے بطور حجت اپنی تصانیف میں پیش کرنا  
 ہیں، میں علم غیب کے متعلق واضح الفاظ میں لکھا ہے:-

وَكَذَا عَلِمَ الْمَغِيبَاتِ اِى وَكَعَدَمِ عِلْمِ بَعْضِ الْمَسْأَلِ  
 عَدَمِ عِلْمِ الْمَغِيبَاتِ فَلَا يَعْلَمُ النَّبِيُّ مِنْهَا اِلَّا مَا اَعْلَمَهُ  
 اللَّهُ تَعَالَى بِهِ اَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَنْفِيَّةُ فِي فُرُوعِهِمْ  
 تَصْرِيحًا بِالتَّكْفِيرِ بِاعْتِقَادِ " اِنَّ النَّبِيَّ يَعْلَمُ الْغَيْبَ "  
 لِمَعَارِضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى " قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ  
 الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللَّهُ " (كتاب المسائل طبعة الكبريٰ الوميديہ مصر ۱۳۱۴ھ)

ترجمہ: اور اسی طرح غیب کی باتوں کا علم یعنی مثل بعض مسائل کے معلوم  
 ہونے کے لئے نہ جائنا غیب کی باتوں کا پس نہیں جانتے نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم ان (غیب کی باتوں) میں سے مگر وہ (باتیں) جن کی اللہ تعالیٰ نے  
 آپ کو کبھی کبھی اطلاع دے دی اور ذکر کیا (علماء) حنفیہ نے اپنی فروع میں  
 صراحت سے تکفیر کی ہے اس اعتقاد کی کہ:-

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں“

بیچارہ ہونے کے اس قول خداوند ہی کے :-

”قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ“

ترجمہ : اے پیغمبر کہتے کہ نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے  
بجز کہ مگر اللہ تعالیٰ ہی :-

مسلم خود فرماتے ہیں | ہم نے احقاق حق کی غرض سے ردافض و بریلویہ کے  
کے کو خود ان کی تصنیفات سے بلفظہ نقل کر کے حنفی مذہب کا عقیدہ بھی  
اس کتاب سے پیش کر دیا ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے بھی یہی  
باط نقل کئے ہیں۔

اب یہ آپ کا فرض ہے کہ حنفی مذہب کا عقیدہ تسلیم کرتے ہوئے اصلی  
بن جاتیں یا بریلوی عقیدہ کو قبول کر کے یہودیت کا پارٹ ادا کریں۔  
امام ابو حنیفہ کے خلاف ہیں سب عمل ان کے  
مگر جب پوچھتے اپنے کو حنفی یہ بتاتے ہیں

## ۳۔ مختار کل

۱۔ اصول کافی میں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے ایک قول یوں  
مرقوم ہے :-  
”وَلْنَحْنُ دَلَاةُ اَمْرِ اللّٰهِ فِي عِبَادَةِ“  
ترجمہ : اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس  
کے بندوں کے ہر امر میں مختار کل ہیں۔

۲۔ ائمہ ہدیوں کا عقیدہ ہے کہ :-  
”ان الله فوض تدبير الخلق  
علي الدائمة وان الله قد  
قدر النبي صلى الله عليه  
وسلم على الخلق العالم  
تدبيره“ (غنیہ ص ۲۳)

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے  
تدبیر خلق میں ہمارے ائمہ  
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
مختار کل بنا دیا ہے۔

ب۔ انما قسم الله بين المجتمع والمد ولما الفارق انما  
ترجمہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں یہ کلی احتیاجات  
ہیں کہ جسکو چاہیں ہم جنت میں بھیجیں اور جسے چاہیں  
دوزخ میں بھیجیں اور ہم ہی فارق اکبر ہیں۔

رافضیوں کا عقیدہ آپ سُن چکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے  
ائمہ مخلوق کے ہر دنیوی نفع و نقصان اور دینی معاملہ جسے کہ دوزخ و جنت  
پہنچانے کے سلسلہ میں مختار کل ہیں۔

۱۔ اس کو ذہن نشین رکھتے ہوئے احمد رضا خاں کی بھی سنئے :-  
وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بتملیک الہی جنت کے مالک  
کارخانہ الہی کے مختار ہیں، ضمانتیں فرماتے ہیں، ذمے لیتے  
ہیں، عطا فرماتے ہیں، بیع کر دیتے ہیں۔

ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو  
یا مالک کی طرف سے ماذون و مختار ہو ورنہ فضولی ہے جس  
کا قصد فضول اور عقد بیکار۔

۲۔ مزید تشریح سنئے :-  
احمد للہ اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
تعاذ و تصرف کی دونوں وجہیں حاصل ہیں حقیقت عطا تہ لیجے  
تو وہ ضرور جہاں و ملائکہ کے مالک ہیں اور ذاتیہ لیجے تو مالک  
حقیقی کے ماذون مطلق و نائب کل (الامن و العلی ص ۱۸۵)  
۲۔ مزید تشریح سنئے :-

حضرت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا  
کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرما دیں



جس طرح حرم مکہ کے نبات کو حرام فرمایا۔

حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ کیا وہ اذخر کہ اس حکم سے نکال دیجئے؟" فرمایا:۔

"اچھا نکال دیا، اس کا کاٹنا جائز کر دیا۔"

اگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرما دیں، تو حضور ہر گز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے مستثنیٰ فرما دیں۔

والامن والعلیٰ لناعی المصطفیٰ بدافع البلاء ملقب بہ "تاریخی اکمال" (الطامہ علی شریک سعیدی بامور العامة مطبوعہ نوری کتب خانہ ۱۵۲۳)

**اچھ بھروسہ صاحب** | مختار کل سیکے دلائل گنوائے ہوئے لکھتے ہیں:-  
"ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپ کے تحت رکل ہونے کا ثابت ہو گیا۔" (طبع اول ص ۱۶۹۔ طبع ثالث ص ۱۷۰)  
مزید لکھتے ہیں:-

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے، آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو سناٹا مسکین کا کھانا عطا کر دیا اور کفارہ کئے ادا ہونے کی سند بھی دے دی۔ کیا یہ اختیار کل ہونے کی دلیل نہیں؟"

(طبع اول ص ۱۷۰)

اوی بھی کئی ایک مثالیں آپ کے مختار کل ہونے کی ذکر کی ہیں۔

اولیاء بھی مختارِ کل ہیں | بریلویر کا اصل مقصد تو اہل قبور کا مختارِ کل ثابت کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ تو محض عوام کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ملفوظات میں ہے :-

عرض — کیا، غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے ؟

ارشاد — بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

(ملفوظات حصہ اول ص ۱۸۷)

خالصا صاحب کے قول سے ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کو قائم و برقرار رکھنا، خدائی طاقت سے باہر ہے۔ اس کو برقرار رکھنا غوث ہی کا کام ہے۔ لہذا اس سلسلے کا مختارِ کل غوث ہی ہے۔

مفتی احمد یار گجراتی | جاء الحق ص ۱۸۷ میں اولیاء کے مختارِ کل ہونے کے متعلق لکھتے ہیں :-

اولیاء را بہت قوت ازالہ تیرجستہ باز گرداند ز راہ ،

ترجمہ : اولیاء کو اللہ تعالیٰ سے یہ قدرت ملی ہے کہ (تقدیر کا) چھوٹا ہو تیر واپس کر لیں۔

اچھرومی صاحب | مقیاسِ خفیت میں اولیاء کے مختارِ کل ہونے کے ثبوت میں ایک بزرگ کی نظم بطور سند و دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

نہیت غلل ہیچ ولی را موت قوت اداوند ز وگشت فوت

موت ولی بہت حیات ابد ہر کہ نہ اقرار کر وگشت رو

برابر کے مختار ہیں | حضرات بریلویر کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عبد القادر اور دوسرے بزرگ تو کیا عام بھیگ

بھی جو چاہیں کر گزریں۔ انہیں کوئی روک ٹوک نہیں۔ کیونکہ وہ بھی

یقین نہ آئے تو خالص صاحب کا فیصلہ سنئے :-

”ایک فقیر جھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے دو، وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا۔ روپیہ دیتا ہے تو سے ورنہ تیری ساری دوکان الٹا دوں گا۔ اس سختی سی ویر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔

الفاظاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا، جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکان دار سے فرمایا :-

”اسے جلد ہی روپیہ دے دے ورنہ دوکان لوٹ لی جائے گی“  
لوگوں نے عرض کیا :-

”حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے؟“

فرمایا :-

میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی، معلوم ہوا، بالکل خالی ہے، پھر اس کے شیخ کو دیکھا، اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا، انہیں اہل اللہ پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور یہیں دوکان الٹ دوں۔ ثوابات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پچھٹے چوتے تھا۔

ائمہ دین فرماتے ہیں کہ :-

”حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدوں کے نام درج ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے

والے ہیں

حضور پر نور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

”رب عز وجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا جو کہ مٹھائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدوں کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا :-

”وهدتكم لك“ (میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے)

(ملفوظات حصہ دوم ص ۴۲۰، ۴۲۱)

کیا اب بھی روافض و بریلوی عقیدہ میں کوئی فرق ہے ؟

سلف اکو گئے جو قیاس اور گمان سے صحیفے ہیں اترے ہوئے آسمان سے

احمد رضا بھی مختار کل ہیں | روافض جس طرح حضرت علی اور حضرت حسین

رضی اللہ عنہما اور اپنے دوسرے مخصوص ائمہ کو مختار کل مانتے ہوئے ان کے نام

کے وظیفے جیتے اور مدد و امداد کے لئے ان کو پکار لے ہیں ، ویسے ہی بریلوی

دوست نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عبد القادر اور اپنے دوسرے پسندیدہ

بزرگوں کو بھی مختار کل جانتے ہوئے امداد و مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں۔

جسے کہ احمد رضا خالصا حب کو بھی مختار کل مانتے ہوئے پکارتے ہیں۔

چنانچہ راسخ اعلیٰ حضرت کے مختلف مقامات سے چند اشعار درج ذیل

ہاں ہے :-

مشکلیں میری آسان فرماتے میرے مشکل کشا احمد رضا

ایسا ہے مرشد احمد رضا سب کا سپہ مشکل کشا احمد رضا

گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا محمد دفع فرما دیں بلا احمد رضا

دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا

کون دیتا ہے ؟ مجھے کس نے دیا ؟ جو دیا تم نے دیا احمد رضا



# ۴۔ قبورِ صلحاء کو بوسہ و سجدہ

روافض کی دیکھا دیکھی بریلو یہ بھی اپنے پسندیدہ بزرگوں کی قبروں کو سجدہ بنوانے کے عادی ہیں، ان کے گرد اعتکاف، ان کو بوسہ، ان سے مدد و استمداد کو سنت خیر القرون بت کرنے پر کمر بستہ ہیں۔

چنانچہ اچھروی صاحب مقیاس حنفیت طبع اول ص ۴۵، طبع ثالث ص ۱۵۵ میں لکھتے ہیں :-

”چنانچہ ان امور سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بین دلیل ہے کیونکہ ان امور (قبور کی حد سے زیادہ تعظیم اور ان پر غلاف ڈالنا، چراغ جلانا اور مختلف رسومات ان پر اجتماع یا عرس و میلہ کرنے) کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا اور ان کے شر القرون میں ان حضرات (مذکورہ امور) کی نیکی انکو جلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں نے بند کیا“

یہود کی قبر پرستی کی وجہ سے ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت پھسکار بلکہ سجدہ و بلند قبور کی تمام عمارتوں کو بتوں کی فرست میں شامل و شمار

روافض کا اپنے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ بنوانا، ان پر غلاف و چراغ اور گنبد و عمالیشان عمارتیں کھڑی کر کے ان کو مزین کرنا، بطور تعظیم و تکریم ان کے پاس اعتکاف، طواف و بوسہ اور ان کو سجدہ وغیرہ، شہداء پر کر بلا نجف اشرف، موسیٰ کاظم وغیرہ کے قبور سے ظاہر ہے۔

نہ صرف یہی بلکہ روافض کا یہ مخصوص شعار ہے کہ اپنے مخصوص بزرگوں، تو کیا عوام کی قبروں کو بھی سجدہ بنواتے ہیں اور پھر ان کی تعظیم و تکریم وغیرہ، تعزیر و ذواجنح کے سالانہ جلوسوں سے ظاہر ہے۔۔۔

.....  
.....  
.....

کرتے ہوئے ان کو برباد کرنے کا حکم دربار نبوت اور خلافت راشدہ کے دربار سے ہی نہیں بلکہ تعالیٰ خیر القرون کا اٹل فیصلہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی مذہب کے ممتاز ائمہ ابن ہمام اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہم سے ذکر ہو چکا۔ حتیٰ کہ روضۃ الور کے گرد طواف و اعتکاف اور حجاب کر سلام و بوسہ اور سجدہ کی حرمت خود بریلوی قائد کی قلم سے آپ پڑھ چکے۔

جب مرقد انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی تعظیم و تکریم ناجائز و حرام ہے تو دوسرے بزرگوں کی قبروں سے ایسا سلوک بالاولیٰ ناجائز و حرام ہوا۔ جس سے ظاہر ہے کہ قبروں کا پختہ بنانا اور مروجہ تعظیم و تکریم اہل سنت کا عمل و شعار نہیں بلکہ روافض کی نقل یا بیہود کا عمل و کردار ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

ترے رہنماؤں پر سائے کھل گئے اسرارِ دیں ساقی  
ہوا علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین ساقی

## ۵۔ حیاتِ انبیاء و اولیاء

- |  |  |
|--|--|
| ۱۔ ان علیا و سائر الائمة لم یموتوا بل هم باقون الی ان تقوم الساعة (غنیۃ ص ۱۹۹) | ۱۔ قائد ملت بریلویہ فرماتے ہیں:-   |
| ترجمہ: حضرت علی اور تمام ائمہ فوت نہیں ہوئے بلکہ قیامت تک باقی ہیں۔            | ۲۔ انبیاء کو لیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق و وعدہ و الہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ |
| ۲۔ ویقولون یا مامۃ جعفر و انہ حی لم یلت (غنیۃ ص ۱)                             |  |

ترجمہ: امام جعفر زندہ ہیں، نہیں مرے  
۳۰۔ وَقَوْلُهُمْ هُوَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ وَلَا  
يَمُوتْ (بخینہ ص ۲۰۲)

ترجمہ: موسیٰ بن جعفر زندہ ہیں، وہ نہیں  
مرے اور نہ مرے گئے۔  
حضرت علی رضی اللہ عنہم اور جمیع  
ائمہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
زندہ ہیں، مرے نہیں۔

ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹنا نہ جاسے گا۔ ان کی  
ازواج کا نکاح حرام نیز ازواج مطہرات  
پر عدت نہیں۔ وہ اپنی قبور میں کھڑے  
بیٹے، نماز پڑھتے ہیں..... انبیاء  
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ ہیں۔  
ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں، وہ  
ان سے شب باشی کرتے ہیں۔  
(ما فی غارہ حصہ دوم ص ۲۱۱)

اخلاقی اور علمی سے یوں بے نیامندیاں  
انبیاء کی حیات کا ذکر ملاحظہ فرمائیے کہ بعد اب اولیاء اللہ کی زندہ  
دیکھئے، ملفوظات حصہ سوم ص ۲۴، ۲۵ میں لکھا ہے کہ :-

”سید احمد بدوی کبیر کی قبر پر دھوم دھام سے سالانہ عرس ہوتا  
اور امام عبد الوہاب شہرانی ہر سال حاضر ہوتے۔  
یہ سیارہ عرس، تین دن ہوتا ہے۔ ایک سال حضرت  
شہرانی کو تاخیر ہو گئی اور آخری دن پہنچے۔ جو اولیائے کام مبارک  
مبارک پر مراقب تھے، انہوں نے فرمایا :-  
”کہاں تھے؟ دو روز سے حضرت مبارک کا پردہ اٹھا اٹھا  
کہ فرماتے ہیں :-

”عبد الوہاب آیا، عبد الوہاب آیا؟“  
انہوں نے فرمایا :-

”کیا حضرت کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے؟“



انہوں نے فرمایا :-

”اطلاع کیسی؟ حضور (سید احمد کبیرہ وی) فرماتے ہیں :-  
”کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرنے  
میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اس کی حفاظت کرتا ہوں۔  
اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جانا رہے گا تو اللہ تعالیٰ مجھ  
سے سوال کرے گا دیہ کیوں گم ہوا“

لباس خضر میں یاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں  
اگر دنیا میں رہتا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر  
مرد سنیے“ حضرت شہزادی ایک مرتبہ اسی عرس پر غاضی کے  
لے چلے آتے تھے۔ ایک تاجہ کی کنیز پر نگاہ پڑی، فوراً نگاہ پھیر  
لی، تاکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے :-

”النظرۃ الاولیٰ لک والثانیۃ علیک“  
ترجمہ: پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر لیکن پہلی نظر  
کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا سوا غنہ ہوگا۔  
خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی، مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب  
مزار شریف پر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا :-  
”عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟“

عرض کی  
”ہاں! اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔“  
ارشاد فرمایا :-

”اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز پسند کر دی۔“

اب آپ سمجھتے ہیں کہ کینز تو اس بزرگ کی ہے۔  
 یہ فرماتے ہیں۔ مہاراجہ حاضر ہوا اور اس نے وہ کینز مزار  
 اقدس کی نذر کر دی۔ خادم کو اشارہ ہوا، انہوں نے آپ کی  
 نذر کر دی۔

ادبشاد فرمایا۔  
 عبد الہیاب! اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرہ میں لے جاؤ  
 اور اپنی حاجت پوری کر دو۔ (ملفوظات حصہ سہم ص ۲۸)

بریلوی دوستی: اہل اہل قبور قبروں میں ایسے ہی زندہ ہیں تو انہیں  
 قبروں سے نکال کر بالمشافہ کام چلائیے۔

اسلاق کی عبا جو تیری داعی رہا ہے  
 ہستی سے تیری بزم زمانہ کو عمار ہے

## 4۔ سالانہ عرس و ختم

بریلوی کی نیاز و فاقہ اور عرس و ختم	روافض کے سالانہ تمزیہ و ذوالحجہ
وغیرہ سب روافض کی نقل ہی ہے	کے جلوس، کوئی داسکی پیپی بات نہیں
بریلوی دوست دوسرے ائمہ کے	پیر سال ڈیکھے اور سنے ہمارے ہیں
نظر اگر صرف حضرت امام ابو حنیفہ علیہ السلام	جس کی رونق کامرہیب بھی خود بریلوی
ان کے ارشد تلامذہ قاضی ابوالیوسف	مرد اور عورتیں ہی ہیں اور ایصالِ ثواب
امام محمد حسن بن زیاد اور زفر رحمہ اللہ	نیاز و فاقہ کا سلسلہ بھی محتاج تعارف
تعالیٰ کے عمل و فتوے سے یہ تاباں	نہیں کیونکہ خود بریلوی سہرات کے گھوٹا
کر دکھائیں کہ یہ تمام بزرگ اپنے	میں ایصالِ ثواب کا یہ سلسلہ عنام اور

شریت و بر فانی پانی وغیرہ کا وسیع انتظام اپنے ممتاز شیوخ اکابر صلیحا امت کی قبور  
 رسال و یکجا ہمارا ہے اور پھر تعزیر و پر عرس ختم وغیرہ کیلئے سفر کرنے اور نیاز و  
 واستبحاح کی تعظیم بھی ہر سال دیکھنے فاسخ ختم کے عادی تھے تو ان کو سند مانگا  
 ن آ رہی ہے۔ انعام دیا جائیگا ورنہ..... الخ

## ۴۔ بریلوی کے کعبے

روافض کا شہد کر بلا اور نجف اشرف وغیرہ کی طرف حج اور اس کو حرم کعبہ  
 مثل ٹھہرانا وغیرہ محتاج بیان نہیں۔

لیکن بریلوی دوستوں نے روافض کی نقل میں اپنے پسندیدہ ہندو  
 قبور کو جس طرح کعبہ قرار دیا ہے۔ بطور نمونہ سنئے چلیے۔

حج فقیر بر آستانہ پیر شائع کردہ انجمن نقشبندیہ قصور ۱۱۴۲ھ  
 میں متعدد مقامات پر اپنے مشائخ کی قبور کی طرف سفر اور ان کے گرد طواف  
 حج کعبہ لکھا ہے۔ چند حوالے درج ذیل ہیں :-

مزارات دہلی بہ کام بخش بدھائے عشاق آرام بخش

چو گوئم ازاں کعبہ عارفین کہ آں نیست جز روضۂ قطب دیں

مختصر یہ کہ قطب الدین دہلوی کے روضہ کے عارفین کا کوئی کعبہ نہیں (حوالہ مذکور)

رعائہ کعبہ طواف کرتا ہے | جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں،

جب وہ اپنے خاص مقام پر ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ

ان کے گرد طواف کرے (حوالہ مذکور ص ۲۹)

کسی مرید نے اپنے شیخ کی حقیقت میں یوں بھی کہا ہے :-

چھکتے ہیں ہم نماز میں کعبہ کے روبرو کعبہ جھکا ہوا ہے ترے در کے سامنے

حج کی ضرورت نہیں | واضح اور حلی الفاظ میں نقش بند می بریلویر نے  
یوں بھی لکھا ہے :-

”حج کہے روو کہ اور اسپر نباشد“

ترجمہ : حج کرنے کو وہ جاتا ہے جس کا پیر نہ ہو۔ (حوالہ مذکور ص ۳۲)  
حوالہ مذکور ص ۲۲ پر لکھا ہے :-

”میرے پیر کے وہ خیر پر جا کر سات دفعہ طواف کر لے حج ہو جائیگا“  
بحوالہ انوار صوفیہ جلد ۵ نمبر ۵ بابت ۱۰ جنوری ۱۹۱۹ء لکھا ہے :-

”قبلہ عالم بہت مرشد کا عیشی بہ نہ صد نسا  
غلاموں کو تیرے سے گریا دینا علی پور سیدیاں جماعت علی شاہ  
انوار صوفیہ بابت ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء میں لکھا ہے :-

”یہ دینہ بھی مٹھ رہے مقدس ہے علی پور بھی

ادب جایتیں تو اچھا ہے، ادب جایتیں تو اچھا ہے

انوار صوفیہ بابت ۱۰ نومبر ۱۹۲۳ء میں لکھا ہے :-

”سرکار علی پور بھی ہیں شاہ دینہ پرواز سا وہ عشق محمد میں فنا ہیں

”سوال حج پر مٹھ میں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا“

”میں زائر ہوں علی پور کا علی پور والیا شاہ

جو دیکھا کے طواف کر کے رہا دینے کے زائر دوں ہیں

”نظر میں آیا ہو ہو تو ہزار بار دیکھا میر جھکا جھکا کر

نیست کعبہ و دکن جزو گبر گیسو دراز پادشاہ دین و دنیا خاجہ بندہ نواز

ترجمہ : دکن میں آپ (خواجه بندہ نواز گیسو دراز) کے دربار کے سوا

کوئی کعبہ نہیں۔ (ص ۲۱)

اپنے مرشد سے مرید کہہ رہا ہے :-

میرا کعبہ قبلہ مسجد منبر مصحف تے قرآن وی توں

میرے نذر من فریضے چ زکوٰۃ صوم صلوٰۃ اذان وی توں

چاچڑ وانگ مدینے جاتم کوٹ مستحق بیت اللہ؟

رنگ بناں بے رنگی آیا کیتھ روپ تخبلی

(ج فقیر برآستانہ پیر شاہ)

غلام فرید بازید وی ضلع ساہیوال جوہر فریدی میں لکھتا ہے :-

قاری نہیں کوئی شعلہ باری یلہ قدر چمکارا اسی

کھدا گھر عرض نشانی مسجد عرش منارا اسی

روضہ کعبہ وانگ دسیندا سجدہ جدر ہمارا اسی !

عقیدت مندان احمد رضا کہتے ہیں، اسے احمد رضا

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم تو ہے اللہ کا، اللہ تبارک

آخری فیصلہ خالص صاحب فرماتے ہیں کہ :-

”کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ کا منارہ قبلہ ہے روح کا۔ (ملفوظات) ج ۲ ص ۶۱

## ۸۔ وافیض کا ریکارڈ بھی توڑ دیا

اعلیٰ حضرت بریلوی سے الگچہ

ذکر ہو چکا، تاہم یاد دہانی کے لئے

درج ذیل ہے :-

”ہمارے نزدیک صحیح و

راجح یہ ہے کہ حضور اقدس

روافض کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کے

والد ابوطالب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے والدین شریفین جنتی ہیں

چنانچہ شیعہ سنی اتحاد کے پیش نظر مشاہیر

علماء وغیرہ کی اس تجویز پر مغربی پاکستان کے

شیعہ مبلغ اعظم نے اپنے ہفتہ وار اخبار صداقت  
 در گوجرہ ضلع لائل پور میں شیعہ کی ترجمانی جن الفاظ  
 سے کی وہ یہ ہیں :-

سُنیوں سے صلح کی آسان صورت  
 یہ ہے کہ وہ اعلان کر دیں کہ ہم خاتم الانبیاء  
 کے والدین شریفین کو کافر نہیں کہیں گے۔

(اخبار صداقت مجریہ ۸ جنوری ۱۹۵۶ء)

صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے آباء و امہات  
 حضرت عبداللہ و آمنہ  
 سے حضرت آدم علیہ السلام  
 و ہاتھک سب اہل توحید  
 و اسلام اور نجات ہیں۔

۸۸  
 احکام شریعت جلد ۱

مبلغ شیعہ مولوی اسماعیل اور دوسرے تمام علماء و عوام شیعہ صرف اس  
 بات پر اتفاق کے لئے آمادہ تھے کہ :-

”سُنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر نہ کہیں۔“

مگر خالصاً حسب لئے تو ان خواہش سے بڑھ چڑھ کر عبدالمطلب، ہاشم،  
 عہد مناف سے اوپر تک کے تمام کو جنتی کہنے کا اقرار کر لیا ہے۔  
 کون کہتا ہے ہم تم میں جدائی ہوگی یہ خبر کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

## ۹۔ یا علیؑ یا حسینؑ کا نعرہ

حضرات بریلوی نے اس نعرہ کی نقل میں یا رسول

دوافض کا اٹھتے بیٹھتے

اللہ، یا محمدؐ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخاً للہ  
 ”اچوں گداستے مستند“ مدوخواہم زخواب نقشبند  
 ”معین الدین اجمیری“ تو کشتی پار کر میری  
 ”تو سلطان و قیوم زمانی“ زمانات جہاں دل تنگ و ازم  
 ”مدد کن یا مجدد الف ثانی“ اور مدد سچ اعلیٰ حضرت کے

نعرہ یا علی یا حسین، عوام و خواص  
 کی زبان پر چونکہ اکثر جاری رہتا  
 ہے اور کتبوں کی صورت میں  
 آویزاں دیکھا جا رہا ہے۔

بنابریں اس کے دلائل

گنوائے کی ضرورت نہیں۔ | اشعار وغیرہ درود دیوار اور کتبوں کی صورت میں  
 آویزاں کرنے کے عادی ہیں۔ جو بریلویر کے  
 رافضی ہونے کی بین دلیل ہے۔

## ۱۰۔ خلافت راشدہ سے انکار

روافض کا عقیدہ ہے کہ حضرت  
 ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 کی خلافت غلط، ناجائز بلکہ غصب و  
 ظلم ہے۔  
 چنانچہ خلفائے راشدین رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم کے خلاف ان کی ہر فرد  
 سرائی محتاج بیان نہیں۔  
 بریلوئی، مسئلہ خلافت میں روافض  
 سے بھی چار قدم آگے ہیں۔  
 چنانچہ بریلویر کے موجودہ قائد یا صدر  
 مرکزی حزب الاحناف و جمعیۃ العلماء کلمے  
 پاکستان سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب  
 خطیب مسجد وزیر خاں کی کتاب "ادراق غم"  
 سے پڑھتے ہیں۔

خلافت پر اترے تو سنیے لطیف  
 کہ اجماع سے چوکے اہل تفتیف  
 تو نہ ہوتے اتنے تفتن کے جھگڑے  
 نہ یوں اہل اسلام آپس میں لڑتے  
 یہ لگتی ہے راستہ جی و خفیہ  
 بنانا تھا حضرت حسن کو خلیفہ  
 تشیع کے قصے تسنن کے جھگڑے  
 نہ امت میں یہ اختلافات پڑتے  
 نہ شاخیں مذک کی، نہ راہیں جہل کی  
 نہ باہیں فساد و خسل کی؟

[ادراق غم مصنفہ ابوالحسنات]  
 ۱۶۶

# ۱۱۔ عاشورہ محرم کا ماتم

بریلوی دوست کا مشورہ محرم میں  
ماتم و نوحہ اور مرثیہ خوانی کو جس درجہ کا  
ثواب اور موجب اجر جانتے ہیں، وہ  
بھی موجودہ قائد بریلویہ کی تصنیف اور  
غم سے ملاحظہ فرمائیے۔

روافض کا عاشورہ محرم میں سیاہ  
لباس میں بلوس، ننگے سر مرثیہ خوانی،  
عام مشاہدہ ہے جس پر دلائل گنوائے  
کی ضرورت نہیں۔

۱۔ ہم تو ننگے سر ہیں اس لئے کہ نہیں سر پر پیر

پر پیرے سر سے اٹھا کر ن؛ کہ ہے ننگے سر

بولی منہ پیٹ کے کہ تم سے کہوں میں کیوں کہ

ہائے سوگ میں ہوں، دوں دوسرے ماتم کی خبر

ایک دت سے سرا سیمہ و بے پوش ہوں

دھم محرم سے سیاہ پوش ہوں !

بس ارے بس زمین اب تو ہلی جاتی ہے

لے مجھے فاطمہ ننگے سر نظر آتی ہے

۲۔ اُن کے فرزند و لہند کو غریب الوطنی، مصیبت زدگی، بیکسی، تشنگامی

کی حالت میں ہم شکار تیر بلا بنا کہ جور و جفا، سنگاروں سے بھوکا،

پیاسا میدان کہ بلا میں شہید کرائیں گے۔

ابراہیم خلیل اس خبر کے سنتے ہی راز و قطار اشکبار ہوتے۔

ارشاد ہوا کہ :-

” اے خلیل جو ان کے غم میں روئے گا، اسے اس قدر ثواب



عطا فرمائیں گے کہ جتنا تمہیں تمہارے فروغ کی قربانی میں عطا ہوا  
(اوراق غم ص ۲۲)

ترجمہ: آل محمد کے ماتم کی غرض سے انبیاء کی ارواح نے شور برپا کیا۔

## ۱۲۔ تعزیکہ داری

روافض کی تعزیہ داری محتاج تعارف نہیں، کیونکہ ہر سال مشاہد  
میں آتی ہے۔

لیکن بریلوی دوستوں کے نزدیک تعزیہ داری کی تعظیم اور اس کی مثال  
پاس رکھنا جس درجہ کارِ ثواب ہے، بریلوی قائد کے برادرِ خرد والو البرکات  
سید احمد صاحب کے شائع کردہ اشتہار ۱۹۵۳ء کے الفاظ سے پڑھیے  
”تعزیہ داری کی اصل صرف اسی قدر رکھتی کہ روضہ پر نور شہزادہ  
گلگون قبا حسین شہیدِ ظلم و جفا صلوٰۃ اللہ علیہ علیٰ جسدہ  
الکریم و علیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بہ نیت تبرک مکان  
میں رکھنا، اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا۔ کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ  
غیر جانداروں کی بنانا، بیچنا سب جائز و مباح ہے اور ایسی چیزیں  
کہ بزرگانِ دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں۔ ان کے  
محبت بڑھائیں۔ ان کی مثال بہ نیت تبرک رکھنا جائز ہے۔“

## ۱۳۔ احترامِ انبیاء علیہم السلام

بریلوی دوست عوام کو اہل توحید سے بیزار کرنے کی غرض سے یہ پروپیگنڈا

کرتے ہیں کہ :-

یہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان کی توہین کرنے کے عادی ہیں :-  
بنابریں ذرا بریلووی دوستوں کے ادب و احترام انبیاء کا نمونہ بھی دیکھتے چلیے :-  
خادم ہیں تیرے سارے جتنے حسین جہاں کے

یوسف سے تجھ پہ قرباں شیریں مقال دالے

(الوار علی پور ص ۱۸)

برائے چشم بنیا از دیند بر سر لٹان      بشکل صدر الدین خود رختہ للعلین آمد  
(احمد یار بہاول پوری)

مشرکین چاروں صاحب شریعت و کتاب انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کی  
توہین کا رنجورہ منظر بھی دل تھام کر سنتے ہی چلیے :-

عقیدت مند پیر جماعت علی شاہ کی شان میں یوں کہتا ہے :-

خود و ملک عرش پر فرش زمین یہ تیرے

کھڑے ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

بریلوویہ کا شائع مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ :-

توہین جب نیکرین سوال کریں گے تو دینی اللہ ، نبی محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم اور دینی الاسلام کے جواب سے  
نجات ہوگی :-

مگر بریلووی حضرات کا عقیدہ بالکل اس کے برعکس ہے :-  
چنانچہ خود ان ہی کے الفاظ میں پڑھتے :-

نیکرین آ کے مرقد میں جو لو چھیں گے تو کس کا ہے ؟

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا کا

**مطلب واضح** | ہے کہ بریلویوں کو قبریں بھی دہی اللہ کہنا میسر نہیں بلکہ دہی احمد رضا کا نصرہ بلند کریں گے۔

۴۔ ساقی کوثر | مسلمانوں کا تو عقیدہ ہے کہ :-

”تیار سے ساقی کوثر ختم المرسلین، سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“  
مگر بریلوی حضرات کہ مسلمانوں کے ساقی کوثر کی ضرورت ہی نہیں، کیوں کہ ان کے ساقی کوثر احمد رضا خاں ہیں۔

چنانچہ بریلویہ کی زبان سے سنتے :-

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاسے جام کوثر کا پلا احمد رضا،  
(مناجیح اعلیٰ حضرت)

۵۔ مسلمانوں کا تو عقیدہ ہے کہ :-

”محشر میں عرشِ عظیم کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔“

مگر بریلوی دوستوں کو عرشِ عظیم کے سایہ کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے لئے وہاں بھی مسلمانوں کے بر خلاف دوسرا سایہ ہو گا۔

محشر میں ہو جب قیامت کی تپش اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا  
بریلوی معتقدات کی چون بات چل نکلی ہے لہذا بریلویہ کے اعلیٰ حضرت  
کے دو مزید عجیب و غریب عقیدے سنتے چلتے :-

وضو میں مسح کا طریق محتاج بیان نہیں، کیوں کہ ہر نمازی ہر وضو میں دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کر لے پر امور ہے۔

لیکن خانہ احب لکھتے ہیں :-  
”وہ مسئلہ : مسح کے لئے ہاتھ کی ضرورت نہیں، اگر لکڑی جگو کر  
سر پر پھیر دی کہ چہارم سر تر ہو گیا، مسح ہو گیا۔ کتاب الطہارت ص ۲۸“

وضو سے پہلے سر کا مسح | خالص صاحب لکھتے ہیں :-

”بے وضو شخص نے پانی کے برتن میں اپنا سر داخل کیا، یہاں تک کہ

چہارم سر کو پانی لگ گیا، مسح ادا ہو گیا۔“ (العیال النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ)

**نماز میں احتلام** | احتلام عرف عام اور لغت عرب میں منی کے اسے  
اخراج کہتے ہیں جو کہ حالت نیت میں خارج ہوتی ہے۔ عالم بیداری یعنی جاگتے  
ہوئے احتلام نہیں ہوتا۔

حقیقت احتلام کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت کا فتوے ”نماز میں  
احتلام ہونے اور نماز کے صحیح و جائز ہونے“ سے متعلق سنتے چلتے :-

”مسئلہ ۵ نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کر لی  
اس کے بعد اتر ہی تو غسل واجب ہو گا، مگر نماز ہو گئی۔“

۱۱۸

(العیال النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور)

**اچھروی صاحب** | توفیق و ہدایہ کے نام سے منی پاک ہونے کا مسئلہ  
بیان کر کے مذاق اڑاتے ہیں لیکن بریلوی قائمہ نماز میں احتلام ثابت کر رہے ہیں  
بریلوی دوستی : ایماندار ہی سے کہنا کہ نماز بھی محل شہوت ہو سکتی ہے؟

اور آپ کو نماز ہی میں احتلام ہوا کرتا ہے؟

کتے اس پیار میں بھی آپ نے لاکھوں ستم ہم پر

خدا ناخداستہ تم خشمگیں ہوتے تو کپ کر تے

**اہل قبور سے ڈاک سروس** | عالمی لوکل دیوانی ڈاک کا سلسلہ تو

آپ کے سامنے ہے کہ انسانی آبادی کے ہر حصے سے ڈاک آ اور جا رہی ہے

لیکن بریلویہ نے اس کا ریکارڈ مات کرتے ہوئے اہل قبور کے ساتھ

ڈاک سروس کا سلسلہ بھی قائم کر رکھا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلویہ فرماتے ہیں :-

”ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا :-  
”میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم  
آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے، اس کے کفن میں (میرے  
لئے) اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔“

صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا، معلوم  
ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔  
تیسرے روز خبر ملی، اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے  
فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا :-

”یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔“

رات کو صاحب خواب میں تشریف لائیں اور اپنے بیٹے سے کہا :-  
”خدا تمہیں جزائے خیر دے، تم نے بہت اچھا کفن بھیجا ہے۔“  
(ملفوظات حصہ اول ص ۸۳ مطبوعہ نظامی پریس بدلیوان)

**نیاز و فاستح** | بریلوی دوستو! اگر خالص صاحب کا قول و فتوے صحیح  
ہے تو پھر آپ حضرات کو گیارہویں وغیرہ کی نیاز و فاستح کا مروجہ سلسلہ ترک  
کر کے اپنے مرنے والوں کے ذریعہ بالکل اصل چیزیں ہی اپنے بزرگوں تک  
پہنچانے کا طریق اختیار کرو۔

کیونکہ اس صاحب بی بی کی سفارش سے ظاہر ہے کہ بریلوی دوست جنت  
کی نعمتوں سے بالکل محروم اور قطعاً مایوس ہیں، اگر کچھ امید اور توقع ہوتی تو  
اس بی بی کو اپنے بیٹے سے نیا اور عمدہ کفن طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔  
پھر یہ سہما کہ خالص صاحب اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت ملاحظہ فرمائیں :-

فرماتے ہیں :-

”اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہر ہفتہ دو تین بار ان استغاثوں سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔“

دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فرنی، ارد کی پھریری دال بعد اورک و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، (چھوٹے مولانا سے عرض کیا) :-

”اے تو حضور پہلے لکھ چکے ہیں :-“

فرمایا :-

”پھر لکھو، اگر روزانہ ایک ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب حال ہو مگر بطیب خاطر“ (وصایا شریف احمد رضا خاں ص ۸ مطبوعہ گلزار عالم پریس لاہور) اس سے ظاہر ہے کہ بریلوی حضرات جنت کی نعمتوں سے محروم ..... یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے دشوار سے عمدہ چیزیں بھجوانے کی درخواست فرمائش کرتے ہیں۔

**حقہ پینے والوں کیلئے** | خالص صاحب کو حقہ سے خاص محبت تھی جو ان کے ارشاد سے واضح ہے :-

”جو بغیر بسم اللہ کھائے پئے، اس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے ..... حقہ پیتے وقت (میں بسم اللہ) نہیں

پڑھتا“ (ملفوظات حصہ دوم ص ۹۲، ۹۱ مطبوعہ نظامی پریس دہلی) میراث میں آئی انہیں مندر شاہ زانوں کے تصرف میں عطا کیا گیا

